عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۲۶ر جمادی الاول تا ۳ر جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ر مئی ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۱۷

مساواتِ انسانی کی عملی تصویر

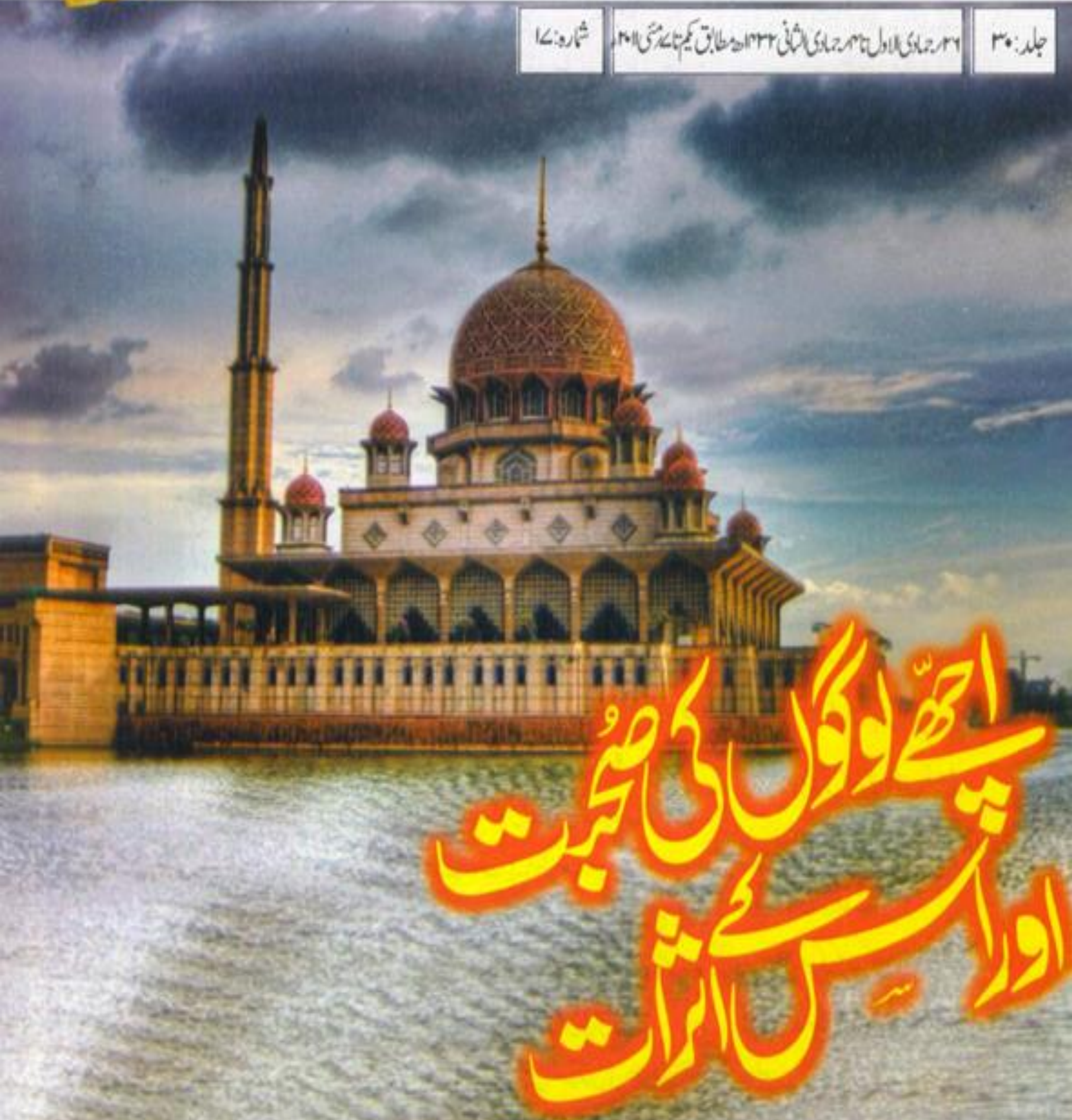

اچھے لوگوں کی صحبت اور اس کے اثرات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

غلط استفتا اور اس کا خود ساختہ جواب

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین؟ اس شخص کے بارے میں جو قادیانیوں سے مل کر ان کی حمایت میں نہایت دجل و فریب کے ساتھ غلط استفتا، مرتب کر کے علمائے کرام، مفتیان عظام سے غلط فتویٰ لے، اگر وہ شخص امام و خطیب ہو تو کیا اس کی امامت و خطابت جائز ہے؟ اور اگر نہیں تو اہل محلہ و مسجد کمیٹی پر شرعاً کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

ماسٹر محمد آصف، محمد سراج، عبدالجلیل

وساکنین اہالیان سکہ حار تحصیل بالاکوٹ، مانسہرہ

ج: غلط بیانی اور جھوٹ بول کر اپنی منشاء کے مطابق فتویٰ لینا نہایت غلط اور شرمناک فعل ہے، چہ جائیکہ وہ غلط فتویٰ بھی قادیانیوں کی حمایت میں ہو، یہ ظلمات فوق ظلمات کے مصداق ہے۔

بصورت صحت اول بلاشبہ اس شخص کا یہ فعل کئی قسم کی غلیظ حرکات اور گھناؤنے جرائم کا مجموعہ ہے، مثلاً:

۱:...... اس میں جھوٹ بول کر حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

۲:...... اس میں علماء کو دھوکا دیا گیا ہے۔

۳:...... اس میں شریعت کو اپنی منشاء کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴:...... اس میں امت مسلمہ کے بجائے امت قادیانیہ کی حمایت و ہمنوائی کی گئی ہے۔

۵:...... اس میں اپنا، اپنے علم و عقل اور اپنی ذاتی وجاہت کا وزن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے باغی ملعون غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کے پلڑے میں ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۶:...... اس میں براہ راست نہ سہی بالواسطہ، بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس لئے کہ جب وہ قادیانیوں کے خلاف علمائے امت کے سوشل بائیکاٹ کے متفقہ فتویٰ کے مقابلہ میں اس فتویٰ کو دیکھیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ قادیانی بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے اور ان کے بارہ میں علماء کی دو رائیں ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص ان ہر دو قسم کے علماء اور مفتیان کرام میں سے کسی ایک کی رائے پر عمل کرے تو وہ غلط پر نہیں ہوگا۔

۷:...... اس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسلمان علماء کے خلاف ایک موثر ہتھیار دیا گیا ہے۔

۸:...... اس کے ذریعہ مسلمانوں کے قادیانی امت کے بارہ میں متفقہ موقف کو کمزور کرنے کی ناپاک سعی و کوشش کی گئی ہے۔

۹:...... اس میں مسلمانوں کی متفقہ قوت کو پارہ پارہ کر کے انتشار کا شکار بنایا گیا ہے۔

۱۰:...... اس کے ذریعہ مسلمانوں کو ظالم اور قادیانیوں کو مظلوم باور کرانے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے، ان دس نکات کی رو سے غلط استفتاء مرتب کر کے اپنی منشاء کے مطابق فتویٰ حاصل کرنے والے لوگ دین، مذہب، اسلام، پیغمبر اسلام، امت مسلمہ کے باغی اور آئین پاکستان کے مجرم ہیں۔

وہ مسلمان جو یہ حقائق جانتے ہیں ان کو چاہئے کہ ان نام نہاد مسلمانوں کو ان حرکات سے روکیں، اگر ان میں سے کوئی کسی مسجد کا امام ہے تو اس کو مسلمانوں کی امامت کے مقدس منصب سے الگ کر دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کم از کم حق مہر

طاہر نقاش، اورنگی ٹاؤن، کراچی

س:...... موجودہ دور میں شریعت محمدی کے مطابق کتنا حق مہر بنتا ہے؟

ج:...... حق مہر کی کم از کم تعداد دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے، اس سے کم حق مہر رکھنا جائز نہیں ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مقاصد

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۰ — ۲۷ر جمادی الاول تا ۴ر جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ر مئی ۲۰۱۱ء — شمارہ: ۱۷

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قدرت کا انتقام	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
مساوات انسانی کی عملی تصویر	۷	شیخ مصطفیٰ سباعی
اچھے لوگوں کی صحبت اور اس کے اثرات	۱۲	مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
گستاخ ٹیری جونز..... ہم کہاں کھڑے ہیں؟	۱۹	جمال عبداللہ عثمان
تحفظ ناموسِ رسالت قانون سے متعلق تازہ فیصلہ	۲۰	ڈاکٹر عتیق الرحمٰن فیصل
سالانہ ختم نبوت کانفرنس، بہوعاقل	۲۶	مولانا محمد حسین ناصر

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

جنت کے مناظر

جنت میں دیدارِ الٰہی

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے اور اس کا متن ترمذی کے متن سے زیادہ واضح ہے، جو حسبِ ذیل ہے:

''جب اہلِ جنت، جنت میں داخل ہوجائیں گے تو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرمائیں گے: تم چاہتے ہو کہ تمہیں کچھ زیادہ بھی دُوں؟ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہرے روشن نہیں کردیئے؟ کیا ہمیں آپ نے جنت میں داخل نہیں کردیا؟ اور دوزخ سے نجات نہیں دے دی؟ (اب اس سے بڑھ کر نعمتِ عظمیٰ کیا ہوسکتی ہے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب حجاب اُٹھادیا جائے گا (پس وہ اللہ تعالیٰ کے چہرے کا دیدار کریں گے) پس ان کو کوئی چیز ایسی نہیں دی گئی جو اپنے پروردگار کا دیدار کرنے سے بڑھ کر ان کو محبوب ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ۔''

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۰۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہلِ جنت کے لئے جنت کی نعمتوں میں سب سے لذیذ تر، مسرت افزا اور محبوب ترین چیز محبوبِ حقیقی کی زیارت ہے، اور اس کو ''زِیَادَۃٌ'' یا ''مزید'' شاید اس لئے فرمایا کہ بندے کی حیثیت سے بہت ہی بالاتر چیز ہے، جس کا وہ دُنیا میں تو کیا جنت میں پہنچ کر بھی تصور نہیں کرسکتا تھا۔ پس اس سے زیادہ لکھنے کی جرأت و ہمت نہیں، حق تعالیٰ شانہٗ اس لطف و عنایت سے ہر مسلمان کو مشرف و مفتخر فرمائیں۔

اور یہ جو فرمایا کہ: ''حجاب اُٹھادیا جائے گا'' یہ حجاب خود بندوں پر ہے، حق تعالیٰ شانہٗ تو بے چون و چگون ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ شانہٗ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس ''حجاب'' کی حقیقت کیا ہے؟ بہت ممکن ہے کہ اس سے بندے کی نہایت پستی و ذلت اور انتہائی ضعف و ناتوانی کا حجاب مراد ہو، جس کی وجہ سے وہ اس نورِ مطلق جل وعلاشانہٗ کی زیارت سے قاصر ہے۔

''حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی وہ ہوگا جو اپنے باغات، اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدام اور (راحت کے لئے بچھے ہوئے) تخت و کرسی کی طرف ایک ہزار سال کی مسافت میں نظر کرے گا، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا جو حق تعالیٰ شانہٗ کے روئے انور کی صبح و شام زیارت کرے گا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

(ترمذی ج:۲ ص:۸۰)

اس حدیث میں ادنیٰ درجے کا جنتی اس شخص کو فرمایا جس کی جنت ہزار سال کی مسافت تک پھیلی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ہوئی ہوگی، اور دُوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ سب سے آخری شخص جو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا اسے دُنیا سے دس گنا جنت ملے گی، ان دونوں کے درمیان کوئی تعارض نہیں، کیونکہ ''ہزار سال کی مسافت'' کا لفظ کثرت کے لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ عربی میں سب سے بڑا ہندسہ ہزار کا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں دیدارِ الٰہی کی دولت و نعمت حسبِ مراتب میسر آئے گی، بعض اہلِ سعادت کو صبح و شام اس نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا، بعض کو جمعہ کے دن سوق الجنۃ میں ہفتہ وار زیارت ہوگی، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتینِ جنت کو سال میں دو مرتبہ عیدین کے موقع پر یہ سعادت نصیب ہوا کرے گی۔ بعض عارفین کا قول ہے کہ جنت میں دیدارِ الٰہی، دُنیا میں معرفتِ خداوندی کی فرع ہے، پس دیدار بقدرِ معرفت ہوگا، رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِمَحْضِ لُطْفِهٖ وَمَنِّهٖ!

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ کیا تم سورج کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: تم لوگ اپنے ربّ کو دیکھوگے جیسا کہ تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو تم اس کے دیکھنے میں شک نہیں کروگے۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۹)

☆☆............☆☆

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قدرت کا انتقام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس نابکار اور مذہب بیزار شخص نے دین، مذہب، عقیدہ، اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کسی بھی درجہ میں محبت، عقیدت ہمدردی اور خیر خواہی کا اظہار اور برتاؤ کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں عزت، عظمت، وجاہت اور ناموری کے اعزاز سے نوازا اور جس بدبخت اور بدنصیب نے معاندانہ اور مخاصمانہ رویے کے ساتھ ساتھ ان سے بغض، حسد، تعصب، کینہ، نفرت اور تحقیر آمیز سلوک کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں ہی ذلیل و رسوا کر کے دنیا والوں کے لئے عبرت کا نمونہ بنادیا۔ اس پر ایک دو نہیں بیسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

ہفت روزہ کا گزشتہ شمارہ نمبر ۱۶، بتاریخ: ۱۹ تا ۲۶ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳ ر تا ۳۰ ر اپریل ۲۰۱۱ء میں قارئین پڑھ چکے ہیں کہ امریکی ریاست فلوریڈا کے ایک چرچ میں ملعون امریکی پادری ٹیری جونز اور اس کے ساتھی پادری وائن ساپ نے قرآن کریم کی بے حرمتی کی اور اسے نذر آتش کردیا۔ (نعوذ باللہ)

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امریکی صدر بارک اوباما اور اس کی انتظامیہ ان بدبخت اور ملعون پادریوں کو اس گھناؤنی، ناپاک جسارت اور کلام الٰہی کی بے اکرامی سے منع کرتی، بلکہ عین انہی دنوں امریکی کانگریس کی کمیٹی نے مسلمانوں کے خلاف ایک متعصبانہ سماعت کی، جس میں مسلمانوں میں دہشت گردی کے رجحانات کا جائزہ پیش کیا گیا اور ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ہم امریکی پادری کی اظہار رائے کی آزادی پر قدغن نہیں لگا سکتے۔

لیکن آج اسی امریکا میں کیلیفورنیا کی اورنج کاؤنٹی ری پبلکن پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کی رکن اور خاتون رہنما "میریلین ڈیوپورٹ" نے امریکا کے صدر بارک اوباما کا کارٹون بنا کر اوباما کے پیدائشی سرٹیفکیٹ کی عدم دستیابی کے معاملے کو اجاگر کرنے کے لئے انہیں "بندر کی اولاد" قرار دیئے جانے کے خلاف امریکی میڈیا، حکام، سیاست دان، سول سوسائٹی گروپس اور تجزیہ نگار تیخ پا اور پریشان ہو کر اسے نسل پرستی پر مبنی قرار دے کر مطالبات کر رہے ہیں کہ اس خاتون رہنما سے استعفیٰ لیا جائے۔ اس واقعہ کی تفصیلی رپورٹ پڑھئے اور سر دھنئے:

"ملعون امریکی پادری ٹیری جونز کی ناپاک جسارت، الہامی کتاب کے خلاف خودساختہ عوامی عدالت کے قیام اور بالآخر دنیا کی عظیم ترین کتاب قرآن کریم کو بھرے مجمع میں نذر آتش کرنے پر اپنے لب سی لینے والا امریکی میڈیا اس وقت ری پبلکن پارٹی کے اجتماع میں سیاہ فام امریکی صدر بارک اوباما کی تذلیل اور انہیں "بن مانس کی اولاد" قرار دیئے جانے پر چراغ پا ہو کر دہائیاں دے رہا ہے۔ قرآن پاک کو نذر آتش کئے جانے کو آزادیٔ اظہار کا معاملہ قرار دینے والا امریکی میڈیا، حکام، سیاست دان، سول رائٹس گروپس

اور تجزیہ نگاروں کے ساتھ ساتھ سیاسی ماہرین بھی صدر اوباما کی توہین پر غم کے عالم میں ہیں۔ ہر دو اطراف موجود میڈیا پرسنز، اس واقعے کو نسل پرستی اور مذاق سے تعبیر کر رہے ہیں اور ایک دوسرے پر طنز و تشنیع کے تیر برسا رہے ہیں۔ امریکا کے مقامی میڈیا نے اپنی رپورٹس میں اس واقعے کے حوالے سے بتایا ہے کہ امریکی صدر بارک اوباما کا قریبی حلقہ اور پوری ڈیموکریٹس پارٹی اس واقعے پر ناراض و مشتعل ہے لیکن سامنے موجود ان کے مخالفین کا کہنا ہے کہ وہ سینہ ٹھوک کر کہتے ہیں کہ ان کی جانب سے صدر اوباما کو بن مانس کی اولاد اور ان کے اماں، ابا کو بن مانس قرار دینے کے پیش نظر کوئی سنجیدہ عنصر نہیں بلکہ مذاق کارفرما تھا۔ اس لئے امریکی صدر بارک اوباما کے ساتھیوں، بہی خواہوں، انتظامیہ اور خود ان کی ڈیموکریٹس پارٹی کے ارکان کو ناراض و مشتعل نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں دلچسپ امر یہ بھی ہے کہ امریکی ریاست فلاڈلفیا، بوسٹن، نیویارک اور فلوریڈا میں موجود مسلمانوں نے اس واقعے پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس کو مکافات عمل قرار دیا ہے۔ راسخ العقیدہ امریکی مسلمانوں نے فیس بک، ٹویٹرز اور دیگر سوشل نیٹ ورک سائٹس پر پیش کئے جانے والے ردعمل اور جوابات میں اوباما کی ''بے عزتی'' کو فلوریڈا کے کلیسا میں قرآن نذر آتش کئے جانے پر ''قدرت کا انتقام'' قرار دیا ہے۔ امریکی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ چونکہ طاقت اور قدرت رکھنے کے باوجود صدر بارک اوباما نے فلوریڈا کے پادری ٹیری جونز کو باقاعدہ تشہیر کے بعد قرآن پاک نذر آتش کرنے دیا اور اربوں مسلمانوں کی دل آزاری کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اسی لئے قدرت نے ان کی کھلی بے عزتی کا سامان کیا ہے۔

امریکی جریدے نے ڈیٹرائٹ نیوز کا کہنا ہے کہ امریکی صدر بارک اوباما کو بندر کی اولاد قرار دینے والی ری پبلکن پارٹی کی خاتون رہنما ''میریلین ڈیوینپورٹ'' کے خلاف ڈیموکریٹس، خود بعض ری پبلکن پارٹی، سیاسی و سول رائٹس تنظیمیں اور امریکی میڈیا صف آرا ہو چکا ہے اور میریلین ڈیوینپورٹ کو ان کے ساتھیوں، احباب اور سیاسی کارکنوں کی جانب سے استعفیٰ دینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ لیکن انہوں نے استعفیٰ دینے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ ادھر ری پبلکن پارٹی کے اورنج کاؤنٹی سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ میریلین کی بات کو بھی سننا چاہئے، اس کا کہنا ہے کہ اس نے اوباما کو بندر کی اولاد قرار دیے جانے والا ای میل صرف مذاق میں کیا تھا اور اس کے پیش نظر اس ضمن میں یہی نکتہ تھا۔ چونکہ امریکی صدر بارک اوباما کے پاس ان کا امریکا میں پیدا ہونے کا ثبوت یا پیدائشی سرٹیفکیٹ موجود نہیں ہے، اسی لئے انہوں نے اوباما کو بندر کی اولاد قرار دیا تھا، کیونکہ سرٹیفکیٹ انسانوں کے ہوتے ہیں، بندروں کے نہیں۔ دوسری جانب اپنے بیان میں خاتون ری پبلکن رہنما میریلین ڈیوینپورٹ کا استدلال تھا کہ اس سارے واقعے کا ذمہ دار امریکی میڈیا ہے، وہ جس واقعے کو چاہتا ہے دبا دیتا ہے اور جس معاملے کو چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے......''

(رپورٹ: صفی علی اعظمی، صفحہ۳، روزنامہ امت کراچی، ۱۹؍اپریل ۲۰۱۱ء)

سوال یہ ہے کہ اس سے مستعفی ہونے کا کیوں مطالبہ کیا جا رہا ہے، حالانکہ اس نے آپ کی عطا کردہ ''نعمت'' آزادیٔ رائے کا اظہار کیا ہے؟ جو کہ مغربی اقوام کا محبوب، من پسند مشغلہ اور مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے اشتعال دلا کر ان کو مزید مضطرب کرنے کے لئے رٹا رٹایا جواب دیا جاتا ہے۔ اس امریکی خاتون پر امریکی حکمرانوں، سیاست دانوں، تجزیہ نگاروں اور میڈیا کا غم و غصہ اور تلملاہٹ اس بات کا بین اور واضح ثبوت ہے کہ اظہار رائے کی آزادی کا نعرہ محض مسلمانوں کو دھوکا دینے اور پریشانی میں مبتلا کرنے کے لئے ہے اور بس! فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مساوات انسانی کی عملی تصویر

شیخ مصطفیٰ سباعیؒ
قیصر حسین ندوی

آج سے تقریباً سوا چودہ سو سال پہلے اسلام نے اخوت ومساوات کے اصول وضابطے کا ان الفاظ میں اعلان کیا تھا:

''ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔''

ترجمہ:''یقیناً تم میں وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے تم میں جو سب سے زیادہ متقی ہو۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا تھا:

''تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کالے کو کسی گورے پر، کسی طرح کی کوئی فضیلت وبرتری حاصل نہیں ہے، مگر تقویٰ کے ذریعہ۔''

یہ اعلان صرف ان اصول وضوابط کی حد تک محدود نہیں رہا، جن کا مختلف مواقع ومناسبات میں اعلان کیا جاتا ہو (جیسا کہ آج نئی تہذیب کے علمبرداروں کا حال ہے کہ ان کے سارے اعلانات اصول وضابطے کی حد تک محدود ہوتے ہیں اور عملی تطبیق میدان سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے) بلکہ اس کا اسی وقت سے سو فیصد نفاذ تھا، مسجدوں میں نافذ کیا گیا، جس کے نتیجہ میں حاکم و محکوم، آقا وغلام، امیر و مامور، غنی وفقیر، کالے اور گورے بغیر کسی تفریق وامتیاز اور تردد وکراہت کے اپنے رب کریم کے سامنے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں:

بندہ و صاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اب اسی طرح حج میں پوری دنیا کے سارے مسلمان رنگ ونسل کی تمیز اور کالے گورے کے مابین تفریق کے بغیر ایک ہی ہیئت اور ایک ہی لباس میں اپنے خالق ومالک کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں، عدل وانصاف، اخوت ومساوات کی سب سے اعلیٰ وارفع مثال ہمیں فتح مکہ کے دن نظر آتی ہے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشیؓ کو خانہ کعبہ پر چڑھ کر اذان اور کلمۂ توحید کے اعلان کا حکم دیا، حالانکہ کعبہ عربوں کے یہاں دور جاہلیت میں بھی حرم مقدس رہا ہے اور یہ اسلام میں بھی قابل صد تعظیم واحترام قبلہ ہے، لہٰذا اس پر ایک کالا حضرت بلالؓ جیسا حبشی غلام کیسے چڑھ سکتا ہے؟ اور اس پر اپنے کالے قدم کیسے رکھ سکتا ہے، لیکن اسلام نے ان کو یہ حق دیا، اس طرح کی یا اس سے قریب تر کی مثال دنیا کی کسی قوم وملک میں کمیاب ہی نہیں بلکہ ناپید ہے، لیکن اسلامی تہذیب نے آج سے تقریباً سوا چودہ سو سال پہلے اخوت ومساوات کی ایسی عملی واعلیٰ مثال پیش کی جس کی نظیر دنیا کی انسانی تاریخ میں نہیں ملتی ہے، حضرت بلالؓ کا خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھنا، اس بات کا اعلان تھا کہ انسان سب سے اشرف اور باعزت مخلوق ہے اور وہ اپنے علم اپنی عقل اپنے اخلاق وعادات اور ایمان ویقین کی وجہ سے اس عزت وشرف کا مستحق ہے نہ کہ کالے گورے ہونے کی وجہ سے، لہٰذا کسی انسان کی پاس اگر عمل نہ ہو تو اس کا گورا ہونا اسے آگے نہیں بڑھا سکتا، اور کسی انسان کو اگر اس کی عقل وذہانت، محنت ومشقت آگے بڑھا دے تو اس کا کالا ہونا اسے پیچھے نہیں کرسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ جو آپؐ کے نہایت معزز جلیل القدر صحابی تھے، کے لئے پسند نہیں فرمایا کہ وہ کسی ساتھی کو: ''اے کالی کی اولاد'' کہیں، بلکہ آپؐ نے ان کی زجر وتوبیخ کی اور نہایت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا: ''کیا تم نے اس کو، اس کی ماں کے کالے ہونے کا عار دلایا ہے؟ یقیناً تم ایک ایسے آدمی ہو، جس میں ابھی بھی جاہلیت باقی ہے۔''

اسلامی عدل وانصاف، اخوت ومساوات کی دو چار نہیں، سو ہزار نہیں بلکہ بے شمار مثالیں اسلامی تاریخ میں ملتی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ: جب مسلمان مصر کی فتح کے لئے گئے اور اندر تک گھس گئے تھے حتیٰ کہ بابلیون کے قلعہ کے سامنے کھڑے ہو گئے، تو مقوقس نے مسلمانوں سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی اور ان کے پاس ایک وفد مسلمانوں کے مصر آنے کا مقصد معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور مسلمانوں سے بھی ایک وفد کا مطالبہ کیا تو عمرو بن العاصؓ نے جو اس وقت اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے، دس آدمیوں کا ایک وفد مقوقس کے پاس بھیجا، جن میں عبادہ بن

صامتؓ بھی تھے، حضرت عبادہ بن صامتؓ لمبے قد کے تھے اور نہایت کالے تھے، حضرت عمرو بن العاصؓ نے حکم دیا کہ وہی مقوقس سے بات کریں گے، جب وفد مقوقس کے پاس پہنچا اور حضرت عبادہؓ بات کے لئے آگے بڑھے تو مقوقس کالے ہونے کی وجہ سے ان سے ڈر گیا اور کہا کہ اس کالے کو ہم سے دور کرو اور دوسرے کو مجھ سے گفتگو کے لئے آگے کرو، وفد کے سارے لوگوں نے کہا کہ یہ کالا ہم میں رائے اور علم کے اعتبار سے سب سے افضل ہے، یہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر اور مقدم ہیں، ہم سب ان کی رائے اور قول کی طرف رجوع کرتے ہیں، ہمارے امیر نے انہیں کو امیر بنایا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کے قول ورائے کی مخالفت نہ کریں، تو اس نے کہا کہ تم لوگ کیسے راضی ہو گئے کہ یہ کالا تم میں سب سے افضل ہو؟ اسے تو تم لوگوں سے کمتر ہونا چاہئے، مسلمانوں نے کہا: ہرگز نہیں! وہ اگر کالے ہیں لیکن مقام ومرتبہ میں، عمل وعقل میں اور رائے میں ہم سب سے بہتر ہیں، ہم لوگوں میں کالا ہونا معیوب نہیں ہے، پھر مقوقس نے حضرت عبادہؓ سے کہا:

"اے کالے آگے بڑھو اور مجھ سے نرمی سے بات کرو اگر تمہاری بات سخت ہوگی تو میں اور بھی زیادہ ڈر جاؤں گا حضرت عبادہؓ نے دیکھا کہ وہ کالے پن سے ڈر رہا ہے تو مزید خوفزدہ کرنے کے لئے اس سے کہا کہ ہماری فوج میں ایک ہزار ہم سے بھی زیادہ کالے ہیں۔"

کتنی انوکھی ہے اسلامی تہذیب اور اس نے انسانیت کو کس قدر بلند کیا ہے، پہلے تمام لوگ حتیٰ کہ بیسویں صدی کے مہذب لوگ بھی کالے ہونے کو عیب وعار سمجھتے تھے اور کالے کو گوروں کے زمرہ میں شمار کئے جانے کا اہل نہیں سمجھتے تھے وہ ان گوروں سے آگے کیسے بڑھ سکتا ہے؟ ان کی قیادت کیسے کرسکتا ہے؟ ان سے رائے، علم وعقل میں کیسے بہتر ہوسکتا ہے؟ پھر اسلامی تہذیب آئی اور اس نے ان تمام ظالمانہ وجابرانہ معیاروں کا خاتمہ کیا اور ان باتوں کو احمقانہ قرار دیا اور اس نے علم، عقل رائے اور شجاعت وبہادری کی بنیاد پر کالوں کو گوروں سے آگے بڑھا دیا، حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی انہیں کالوں میں سے ایک تھے، جن کو اسلامی تہذیب نے سیادت وقیادت کے مقام تک پہنچا دیا۔

عبدالملک بن مروان حج کے دنوں میں اعلان کرواتے تھے کہ لوگوں کو صرف اہل مکہ کے عالم، فقیہ اور امام عطاء بن ابی رباحؒ ہی فتوے دے سکتے ہیں، حالانکہ عطا کالے، کانے اور لنگڑے تھے، ان کی ناک پچکی ہوئی تھی، سر کے بال گھنگھریالے تھے، کوئی انسان انہیں دیر تک نہیں دیکھ سکتا تھا، جب وہ اپنے علمی حلقہ میں ہزاروں شاگردوں کے درمیان بیٹھے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ روئی کے کھیت میں کالا کوا ہیں، اس کالے، کانے، پچکی ناک والے کو ہماری اسلامی تہذیب نے ایک ایسا امام بنا دیا تھا، جن کی طرف لوگ فتوے میں رجوع کرتے تھے اور ایک ایسا مدرسہ بنا دیا تھا، جن کے ہاتھوں ہزاروں طلبا فارغ ہوتے تھے اور وہ ان شاگردوں کے نزدیک نہایت قابل تعظیم وتکریم اور محبت واہمیت والے سمجھے جاتے تھے، ہماری اسلامی تہذیب میں علم وادب کے میدان میں لائق اعزاز وشرف ایسے کالے ہی تھے، ان کی کھال کی سیاہی ایسے ادباء ہونے سے مانع نہیں تھی جو خلفاء کے ہم نشین ہوں جیسے شاعر نسیب اور نہ ایسے فقہاء ہونے سے مانع تھی جو فقہ اسلامی کے معتبر مراجع ومصادر تالیف کرتے ہوں، جیسے عثمان بن علی الزیلعی فقہ حنفی میں "الکنز" کے شارح اور حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی "نصب الرایۃ" کے مولف یہ دونوں کے دونوں کالے تھے اور ملک حبشہ کے مشہور شہر زیلع کے رہنے والے تھے، کالے غلام کافور اخشیدی سے کون پڑھا لکھا ناواقف ہوگا، جنہوں نے چوتھی صدی ہجری میں مصر پر حکومت کی اور یہ وہی ہیں، جنہیں متنبی نے اپنی مدح وہجو گوئی میں زندہ وجاوید بنا دیا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اسلامی تہذیب کالے اور گوروں کے مابین کوئی نسلی امتیاز وتفریق نہیں کرتی اور نہ اس میں کالوں کی کوئی ایسی خاص سوسائٹیاں ہیں، جن میں ان کے ساتھ گورے نہیں رہ سکتے اور نہ ان کے ساتھ کسی طرح کا ظلم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی نگاہ میں معمولی وحقیر ہوں اور قابل اعتناء نہ سمجھے جاتے ہوں، اسلامی تہذیب ایسی انسانی تہذیب ہے جو تمام لوگوں کو حق وانصاف کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

اور کالوں وگوروں کو ان کے اچھے وبرے اعمال کے اعتبار سے اہمیت دیتی ہے:

"فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا
یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا
یرہ۔"

آیت میں کالے گورے کا کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے اہمیت عمل کو دی گئی ہے، اس طرح کی باتیں پچاس سال سے عجیب وغریب بھی جا رہی تھیں، لیکن یہ بدیہیات میں سے ہے کہ کالے اور گورے کے مابین تفریق وامتیاز ایک ایسا غیر انسانی عمل ہے، جسے کوئی بھی ترقی یافتہ تہذیب قبول نہیں کرسکتی اور اسلامی تہذیب میں تو اس امتیاز وتفریق کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہی تہذیب لوگوں میں الفت و محبت، اخوت ومساوات اور بھائی چارگی وملنساری کو عام کرنے میں سب سے زیادہ مشہور ومعروف ہے لیکن جس دن سے اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا اور

انسانی حقوق کے عہد و پیمان کا اعلان کیا گیا، اسی دن سے اس موضوع کی ضرورت محسوس ہوئی، خاص کر جب میں نے جنوبی افریقہ کے نسلی امتیاز کے بارے میں تکلیف دہ باتیں سنیں اور دیکھیں اور کینیا میں خوفناک استعماری جرائم کے بارے میں سنا اور امریکا کے کالے اور گوروں کے حالات سے آگاہ ہوا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔

عجیب وغریب بات ہے کہ جنوبی افریقہ کے حکام جو نسلی امتیاز و تفریق کے علمبردار ہیں اور کینیا کے حبشیوں کے ساتھ سیاسی اور اقتصادی طور پر جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا معاملہ کرتے ہیں اور امریکا کے حبشیوں کو سخت سے سخت ترین آزمائشوں اور ناقابل برداشت مصیبتوں میں مبتلا کرتے ہیں وہ مشرق نہیں ہیں کہ ان پر رجعت پسندی، تاخر و تخلف اور غیر انسانی عمل کا الزام لگایا جاتا جیسا کہ اہل مغرب کا اہل مشرق پر طرح طرح کے الزامات لگانے کا شیوہ رہا ہے، ایسا کرنے والی اقوام متحدہ کی ترقی یافتہ سب سے بڑی حکومتیں ہیں، چنانچہ امریکا سب سے بڑی حکومت ہے جو اقوام متحدہ پر حاوی اور قابض ہے، انگلینڈ یورپ کی سب سے بڑی حکومت ہے جس کو اپنی جمہوریت پر فخر ہے اور جنوبی افریقہ میں اقوام متحدہ میں ان یورپین گورے حکام کی نمائندگی کرتی ہے، جنہوں نے ان علاقوں کو استعمار بنایا ہے اور اسی کے نام سے بات کرنے لگے ہیں۔ امریکا کی جنوبی حکومتوں کا اقوام متحدہ کے حلقوں میں بڑا اونچا مقام ہے اور اس کی بات سنی جاتی ہے، یہی وہ حکومتیں ہیں جو بیسویں صدی میں سب سے گھناؤنے انسانی جرائم کی مرتکب ہیں اور دوسرے انسانوں کے ساتھ جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا برتاؤ محض اس کے کالے ہونے کی وجہ سے روا سمجھتی ہیں۔

جنوبی افریقہ کی حکومت اس ہنگامے کے بعد بھی حقوق و واجبات اور امتیازات میں کالے اور گورے کے مابین تفریق و امتیاز پر مصر ہے جس کو ایشیائی افریقی بلاک نے اقوام متحدہ میں برپا کیا تھا اور انگلینڈ مسلسل اجتماعی قتل و غارت گری کا بازار کینیا میں وہاں کے باشندے ''ماؤ ماؤ'' کے ساتھ گرم کئے ہوئے ہے، لیکن اراضی کے اس قانون کے نفاذ پر مصر ہے جو ۱۹۱۵ء میں صادر ہوا تھا، اس قانون کے تحت ۲۹ ہزار یورپین کو کینیائی اراضی میں وہ حقوق حاصل ہوں گے جو چالیس لاکھ پچپن ہزار افریقیوں کو حاصل نہیں ہوں گے جو اپنے گھروں میں بے گھر کئے جا رہے ہیں، حالانکہ وہی ملک کے اصل باشندے اور وہاں کے صاحب ثروت و دولت اور مالک ہیں۔

''سرالیوت'' جو کینیا کے ۱۹۰۰ء میں سب سے پہلے مندوب متعین کئے گئے تھے اپنی حکومت کے سیاسی بیان میں کہتے ہیں کہ:

''کینیا کے اندر گوروں کی زمین ہے اور اگر ہم اس میں گوروں کے مصالح کی غالبیت کا اعتراف نہ کریں تو یہ نفاق ہوگا، ہماری سیاست اور ہمارے قوانین کا بنیادی مقصد اور اساسی کردار یہ ہونا چاہئے کہ ہم گوروں کی آبادی قائم کریں، کینیا کے یوروپین حکام کا آج تک سیاسی مقصد یہ رہا ہے کہ کینیا کی پوری زمین گورے یوروپین کی ملکیت ہو جائے اور وہاں کی پیداوار میں جس طرح چاہیں تصرف کریں۔''

وہاں کا عجیب وغریب قانون اراضی یہ ہے کہ حاکم کو کسی کو بھی زمین دینے کا اختیار ہے، پانچ ہزار ایکڑ تک زمین ۹۹۹ سال کی مدت کے لئے اس کی دگنی قیمت میں دی جاسکتی ہے۔ ۱۹۲۵ء تک متوسط طور پر گورے پانچ سو ایکڑ زمین کے مالک ہوگئے جبکہ اصل شہری (کالے) کے پاس صرف آٹھ ایکڑ زمین تھی، کالے وطنی کو گوروں کی آبادی سے الگ رکھنے کے لئے کالوں کے لئے کچھ ایسی مخصوص جگہوں کی تعیین کردی گئی ہے، جن سے تجاوز کرنے کا ان کو حق حاصل نہیں ہے اور جب گورے کالے مزدوروں کو ان کی معمولی مزدوری کی وجہ سے ان سے کام لینا چاہتے ہیں تو کالوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ گوروں کے کھیتوں میں کام ختم کرتے ہی اپنی جھونپڑیوں اور اپنے ان گھروں میں چلے جائیں جو گوروں کے علاقہ سے دور دراز نشیبی علاقوں میں ہیں۔

امریکا میں بھی ایسی نہایت دہشت ناک و المناک مثالیں ملتی ہیں۔ نیویارک کے بندرگاہ پر جہاں آزادی کا اسٹیچو ہر آنے والے کا استقبال کرتا ہے، اس کے نیچے تحریر ہے کہ:

''تم اپنے تھکے ماندے ان فقراء و مساکین کو ہمیں دے دو جو آزادی کے ساتھ سانس لینا چاہتے ہیں، انہیں تم اپنے بھیڑ بھاڑ والے سمندر کے کناروں سے ہمارے پاس بھیج دو جن کا نہ کوئی ٹھکانہ اور نہ وطن ہے، سنہرے گیٹ کے قریب اپنی مشعل کو بلند کئے ہوئے ہوں۔''

آزادی کے اس ملک میں جس کے سب سے بڑے بندرگاہ پر آزادی کا اسٹیچو قائم کیا گیا ہے، حبشیوں پر جبر و تشدد، ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں، جو تاریخ انسانی کے سب سے گھناؤنے جرائم ہیں، ہم ان کی طرف غلط باتیں منسوب کرکے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس حقیقت کا اعتراف وہ خود کرتے ہیں۔

جس میں بیزنز جو امریکی پارلیمنٹ کے رکن ہیں کہتے ہیں کہ ''کسی بھی ایسے کالے آدمی کو جس کے

دل میں سیاسی مساوات کی خواہش ہو جنوب کے صوبوں میں کسی عمل کا حق نہیں ہے، یہ ملک گوروں کی ملکیت ہے اور ضروری ہے کہ انہیں کی ملکیت رہے۔

حبشیوں کے ساتھ جبر و تشدد ظلم و ستم اور سفاکیت و بربریت کے مظاہرے مختلف اور متعدد میدانوں میں ہوتے ہیں:

ا:... ثقافتی میدان

امریکا کے تیس صوبوں میں حبشیوں کو کسی ایک اسکول میں بھی گوروں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے، صوبہ مسیسپی کے قانون دفعہ ۲۰۷ میں صراحت ہے کہ تعلیم و تربیت کے میدان میں گورے بچوں کو کالے بچوں سے الگ رکھا جائے، لہٰذا دونوں کے لئے الگ الگ اسکول ہوں، صوبہ "فلوریڈا" کے قوانین میں ہے: حبشیوں کے بچوں کی اسکولی کتاب گوروں کے بچوں کی کتابوں سے الگ ہوں۔

۲:... شادی کے میدان میں:

تقریباً تمام صوبوں میں کسی گوری لڑکی کی شادی کسی کالے سے یا اس کے برعکس ممنوع ہے، بعض صوبوں کے قوانین میں (جیسے صوبہ مسیسپی) صراحت ہے کہ اگر ایسی شادی ہو بھی گئی تو وہ غیر قانونی قرار دی جائے گی، بلکہ گورے کی کسی ایسے شخص سے شادی بھی غیر قانونی قرار دی جائے گی، جس کی رگوں میں کسی حبشی کا خون دوڑ رہا ہو۔

۳:... عمل کے میدان میں:

بعض صوبوں کے قوانین میں ہے کہ حبشی مزدوروں کو گورے مزدوروں کے ساتھ کارخانوں میں ایک سطح پر قیام کی اجازت نہیں دی جائے گی، حبشیوں کو اس کی بھی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ ان دروازوں سے نکلیں یا داخل ہوں، جن سے گورے نکلتے اور داخل ہوتے ہیں۔

۴:... اجتماعی میدان میں:

قانوناً چودہ صوبوں میں گورے پنجروں کو ٹرین میں کالوں سے الگ رکھا جاتا ہے۔ ٹرینوں میں اور بسوں میں کاروں کے لئے خاص بوگیاں اور سیٹیں لگائی جاتی ہیں، ٹیلیفون بوتھوں حتیٰ کہ ہسپتالوں میں بھی ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے، اس طرح دماغی اور عقلی بیماریوں میں بھی گورے اور کالے پاگل میں فرق کیا جاتا ہے اور ان سب سے زیادہ حیرت و تعجب کی بات یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں کتوں کے قبرستان کے مالک نے اعتراض کیا کہ وہ اپنے قبرستان میں حبشیوں کے کتوں کو دفن نہیں کرے گا، اس لئے کہ اس کے گورے کسٹمر کو تکلیف ہوتی ہے کہ ان کے ناز و نعم میں پلے ہوئے کتوں کو مرنے کے بعد کالوں کے کتوں کے برابر کر دیا جائے۔

اکثر امریکی اس شرمناک صورت حال سے معذرت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں: جنوبی صوبوں میں جو شمالی صوبوں سے کم مہذب ہے حبشیوں میں گوروں سے کراہت و نفرت شدت سے پائی جاتی ہے لیکن واقعی صورت حال اس معذرت کی تکذیب کرتی ہے، شمال کے تمام بڑے شہروں میں حبشیوں کی بھاری اکثریت ہے جو گندے محلوں میں گھری ہوئی ہے، جن کے ٹوٹی پھوٹی لکڑیوں کے گھر ہوتے ہیں جن میں چوہے کبڈی کھیلتے ہیں اور ان میں اکثر آگ لگتی رہتی ہے، واشنگٹن میں "ہارلم" نامی محلہ میں ایک گھر میں دو حبشی رہتے ہیں، ایک امریکی اخبار کا کہنا ہے کہ اگر ہم محلہ "ہارلم" کی گھنی آبادی کے اعتبار سے کوئی اصول بنالیں اور اسے امریکا کے تمام صوبوں پر تطبیق دیں تو ہم آسانی سے پورے امریکا کو نیویارک کے نصف حصے میں جمع کر سکتے ہیں۔

واشنگٹن میں وہائٹ ہاؤس کے سامنے منکولن کے خوبصورت یادگار مجسمہ کے سامنے ایک نہایت گندہ محلہ آباد ہے، جس میں ڈھائی لاکھ حبشی (یعنی راجدھانی کی آبادی کا چوتھائی حصہ) جانوروں کی طرح رہتے ہیں۔ راجدھانی میں حبشیوں کے لئے ان ہوٹلوں، کینٹینوں، اسکولوں اور ہسپتالوں حتیٰ کہ ان گرجا گھروں میں داخل ہونا ممنوع ہے جو گوروں کے لئے خاص ہیں "پناما" کا ایک حبشی واشنگٹن میں کیتھولک گرجا گھر میں داخل ہوا اور اپنی نماز و دعا میں مشغول ہوگیا، اس کے پاس آکر پادری نے اس کو ایک پرچی دی، جس میں حبشی کیتھولک گرجا گھر کا پتا لکھا ہوا تھا جب پادری سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ شہر میں حبشیوں کے لئے خاص گرجے ہیں، کالا اس میں عبادت کر سکتا ہے۔

ایک طرف تو ان حبشیوں کے ساتھ جبر و تشدد ظلم و ستم اور جابرانہ تعصب کا معاملہ ہے، دوسری

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

طرف وہ اس تعلیم کو عام کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پوری انسانیت کے لئے ہیں، اس ذلت ورسوائی، اس احتقار وتنقیص کے ساتھ فقر ومرض اور تنگی وپریشانی کی فضا میں ڈیڑھ کروڑ حبشی (یعنی پوری ریاست ہائے متحدہ امریکا کی آبادی کا دسواں) سانس لے رہے ہیں جن کی قیادت وسیاست امم متحدہ کررہی ہے اور جو نداگاری ہی کہ اس کا پیغام قوموں اور امتوں کے لئے آزادی وامن وآشتی کا پیغام ہے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ''ہاری ہایوود'' امریکی نے اپنی کتاب ''تحریر الزنوج'' میں اس آزادی کی حقیقت کے بارے جو لکھا ہے اس کو پیش کردیا جائے۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ رنگ ونسل کو کسی بھی ملک میں باستثنا جنوبی افریقہ قوموں کے غلام بنانے کا ذریعہ نہیں بنایا گیا، جیسا کہ ان ملکوں میں غلامی دور اس اعتبار سے ختم ہوگیا کہ اب غلاموں پر ملکیت حاصل نہیں ہوتی، لیکن طبقاتی نظام کے اعتبار سے ابھی بھی غلامی باقی ہے، آج کل مقصود کالوں کو گوروں کے مراکز سے ادنیٰ معمولی درجہ کے مراکز میں باقی رکھنا ہے اور اس کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، کبھی حکومت کے بجائے عوامی قتل وپھانسی کے ذریعہ اور کبھی ظالمانہ اور جابرانہ قانونی کارروائیوں کے ذریعہ اور کبھی بے بنیاد عادات وتقالید کی بنا پر۔ ماہر اقتصادیات ''فلتو ریبولو'' کہتے ہیں کہ: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ شمال کے وہ صنعت وحرفت والے جو خانہ جنگی کے عہد میں فدرائی حکومت پر قابض تھے ان کو صحیح معنوں میں حبشی قوم کی آزادی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، بلکہ ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ حبشی قوم کے آخری درجہ استغلال میں جنوب کے غلاموں کے مالکان کے قائم ہوجائیں، حق یہ ہے کہ وہ طریقہ کار جس کو جمہوری پارٹی اور فوج نے جمہوری ریاستوں میں اختیار کیا درحقیقت حبشی قوم کو نئے سرے سے اپنے تابع کرنے کا ان کے سابق مالکان کے ساتھ ایک عہد تھا۔''

وہ مزید کہتے ہیں: ''نسلی تعصب کا زہر ملک کے طول وعرض میں پھیل چکا ہے اور امریکی زندگی کے تمام شعبوں میں سرایت کرچکا ہے، حتیٰ کہ امریکی گورے عوام حبشی قوم یا دوسری اقلیات کی طرف اشارہ کے لئے ذلت ورسوائی اور استخفاف واحتقار کی تعبیر گڑھنے کے عادی ہوچکے ہیں۔''

''جاک لیت اور لی مورتجر'' کہتے ہیں کہ:

''پوری دنیا میں مشہور ہوچکا ہے کہ امریکا کا شعار آزادی کا مجسمہ ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم ہر امریکا آنے والے یا اس میں پناہ لینے والے کا استقبال کریں اگرچہ وہ ظلم وستم اور جبر وتشدد سے راہ فرار اختیار کرکے آیا ہو ایسا لگتا ہے کہ جس دن اس میں آزادی کا مجسمہ نصب کیا گیا اس دن سے آزادی کا معنی مکمل طور پر ختم ہوگیا۔''

۱۹۴۶ء میں ایک حبشی اور اس کی ماں ''کولمبیا'' میں ایک ریڈیو کی اصلاح ومرمت کرنے والی دکان پر اپنے ریڈیو کی درستگی کے لئے گئے، اصلاح کی قیمت ادا کرنے کے بعد انہیں محسوس ہوا کہ ریڈیو درست نہیں ہوا ہے، ابھی بھی خراب ہی ہے، ماں نے کہا کہ تیرہ ڈالر میں ادا کرچکی ہوں لیکن ریڈیو ابھی بھی خراب ہی ہے دکاندار نے دونوں کو دکان سے دھتکار دیا اور اس کی کسی خادمہ نے حبشی کی ماں کو پیر سے ایسا مارا کہ وہ منہ کے بل گر گئی حبشی بہت غصہ ہوا اور اس نے اس کو زمین پر پٹخ دیا یہ دیکھ کر پڑوسی دکاندار نے عوام سے چیخ چیخ کر کہا اس خبیث کو قتل کردو، عوام وہاں جمع ہوگئی اور کہا کہ ہم دونوں سے قصاص لیں گے، امریکا میں حبشیوں سے قصاص لینے کا مطلب بغیر کسی محاکمہ کے سر دھڑ سے جدا کرنا ہے آخیر میں ان دونوں کو جیل خانہ پہنچادیا گیا، لیکن عوام اس سے راضی نہیں ہوئی بلکہ نہایت تیزی سے حبشیوں کے محلّہ کی طرف ان دونوں سے انتقام لینے گئی اور پولیس والوں نے اس مصیبت زدہ محلہ کا محاصرہ کیا اور حبشیوں کو ان کے گھروں اور دکانوں سے نکالا، ان کو جلادیا اور ان پر گولیاں چلائیں جس کے نتیجہ میں بہت سے ہلاک ہوگئے اور بہت سے زخمی ہوئے یہ سارا کچھ محض اس لئے ہوا کہ اس حبشی عورت نے دکاندار سے شکایت کی کہ اجرت ادا کرنے کے بعد ریڈیو خراب ہی ہے۔ یہ ان کی تہذیب کی مثال ہے۔

اس کے مقابلہ میں اسلامی عہد کا ایک واقعہ ملاحظہ کریں ۱۰۰ھ میں ایک کالی باندی نے جس کا نام فرتونہ تھا، امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے شکایت کی کہ اس کی دیوار بہت چھوٹی ہے، چور اس سے گھس کر اس کی مرغیاں چراتے ہیں، حضرت عمر بن العزیزؒ نے فوراً اس باندی کو جواب دیا کہ میں نے مصر کے گورنر کو تمہاری دیوار کی درستگی اور گھر محفوظ کرنے کا حکم دے دیا ہے، اور انہوں نے گورنر مصر ایوب بن شرجیل کو لکھا کہ تم میرے خط کو پاتے ہی خود فرتونہ کے گھر جاؤ اور اس کی دیوار درست کرکے اس کے گھر کو محفوظ کردو، والی مصر نے خود اس کے گھر کا پتہ لگایا اور اس کو بتایا کہ امیر المومنین نے تمہارے بارے میں یہ حکم دیا ہے اور اس کے گھر کو محفوظ کردیا ہماری تہذیب کی یہ ایک مثال ہے۔ اس لئے اسلام آسمانی قانون ومذہب ہے جو دنیا کے تمام انسانوں کو یکساں حق دیتا ہے، اگر کوئی فرق کیا جاتا ہے تو وہ اچھے اور برے کردار کی بنا پر۔

☆☆......☆☆

اچھے لوگوں کی صحبت اور اس کے اثرات

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

نیک لوگوں کی صحبت کا اثر، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کسی زمانے میں کسی سمجھ دار نے نہیں کیا اور اگر کوئی شخص اس کا انکار کرے تو اس کی عقل میں فتور اور سمجھ میں کمی کی دلیل ہے۔

بے عقلی کا دور:

آج کل دور بے عقلی کا ہے، اگر چہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دور عقل کا ہے لیکن اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ دور بے عقلی کا ہے، کیونکہ یہ دور جہالت کا ہے، بس فرق یہ ہے کہ پہلے زمانے میں جو بے عقل ہوتا تھا وہ بھولا بھالا، سیدھا سادا ہوتا تھا، جو جاہل ہوتا تھا وہ جاہل ہوتا تھا، لیکن اس وقت کا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ عقلمند ہوکر بے عقل ہے اور پڑھا لکھا ہوکر جاہل، یعنی پڑھے لکھے جاہل، یا یوں کہہ لیجئے کہ جہالت اس زمانے میں پڑھ لکھ گئی ہے اور پہلے سادگی تھی جو بیچارہ جاہل ہوتا تھا، آپ نے بتادیا معلوم ہوگیا، ماننے والا ہوگیا اور اب یہ ہے کہ جانتے ہیں، بتایئے مانتے نہیں تو حقیقت نہ جانتے ہیں نہ مانتے ہیں، عجیب وغریب صورت حال ہے، سب کو معلوم ہے کہ سگریٹ نقصان کرتی ہے اور اس سے کینسر ہوتا ہے، بڑی بڑی بیماریاں ہوتی ہیں پھر بھی سگریٹ پی رہے ہیں، ان سے پوچھئے کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سگریٹ نقصان کرتی ہے؟ کہیں گے سب معلوم ہے۔

اگر ہمارے اور آپ کے کان ہوں تو اندر سے آواز آتی کہ ہم بے عقل ہیں، سننے والے کو ہنسی بھی آتی ہے تو ان سے کہئے اپنی بے عقلی دور کرلیجئے، عقلمندوں کی صحبت میں بیٹھئے تو اکثر لوگ سمجھتے نہیں، عقلمند وہ ہے جو دین دار ہو، اس سے زیادہ عقلمند ہے، اتنا ہی زیادہ سمجھ والا ہے اور اب تو یہ بات عیاں ہوتی جارہی ہے۔

ایک علاقہ میں جانا ہوا، وہاں کچھ پروفیسروں کے لڑکے حفظ کررہے تھے، پوچھا کیوں اپنے لڑکوں کو حفظ کرارہے ہیں؟ بتایا: حفظ کرنے کے بعد بچے بہت تیز ہوجاتے ہیں، انجینئر بناؤ، ڈاکٹر بناؤ تو بہت اچھے بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید یاد کرنے سے دماغ کھل جاتا ہے، لیکن یہ لوگ بھی بے عقل ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنالیا یہ کوئی اچھی بات تھوڑی ہے، اب حفظ اس لئے کرارہے ہیں کہ بچے کا دماغ اچھا ہوجائے اور اچھا ڈاکٹر، انجینئر بن جائے۔ قرآن مجید کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانا مناسب نہیں، قرآن مجید تو زندگی کے اندر انقلاب برپا کرتا ہے اور انجینئر کو، ڈاکٹر کو، بڑے سے بڑے سائنس دان کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے قرآن مجید پڑھ کر آپ کا بچہ انجینئر، ڈاکٹر بن رہا ہے، بہت اچھا، میں اس کو منع نہیں کرتا لیکن قرآن مجید کو سمجھ کر، سوچ بدل کر اور سوچ سمجھ کر پڑھیں تو اس کا فائدہ ہی کچھ اور ہو۔

صحبت کا اثر:

زبان خلق پر یہ بات جاری ہے کہ جیسی صحبت ہوگی ویسا اثر پڑے گا، جس کی صحبت میں رہے گا، اس کے اثرات اس میں منتقل ہوں گے اور ماں باپ اپنے بچوں کو روکتے بھی ہیں کہ بُرے بچوں کے ساتھ مت جانا، کیوں روکتے ہیں؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ بروں کے ساتھ جائیں گے تو بُرے ہوجائیں گے اور اگر بُرے نہ بھی ہوئے تو بُری شہرت ہوجائے گی، اور بُری شہرت بھی بُری صحبت کا نتیجہ ہے اور بُرا ہونا بھی بُری صحبت کا نتیجہ ہے، ایسے ہی اچھوں کی صحبت میں رہے گا تو اچھا ہوجائے گا، اس لئے صحبت نیک کی تلاش میں رہنا چاہئے اور بغیر صحبت کے آدمی کے اندر کمال بھی نہیں پیدا ہوتا، چاہے دنیا کا معاملہ ہو یا دین کا کسی بھی فن میں چلے جایئے، ڈاکٹر کو اس وقت تک اجازت نہیں جب تک ہاؤس جاب نہ کرلے، ایک سال اس کو ڈاکٹروں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر کی صحبت میں رہو تب جاکر ڈگری ملے گی۔ غرضیکہ صحبت میں رہے تو ملا، دوسری طرف کہتے ہیں کہ صحبت کی ضرورت نہیں، اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ بے عقل ہیں۔

صحبت کا مقصد اکثر وبیشتر یہ سمجھا جاتا ہی کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہے، بے شک یہ سب سے اچھی صحبت ہے، لیکن صحبت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گھر میں ماں باپ بھی اچھے ہوں اور دوست واحباب بھی اچھے ہوں اور میاں بیوی بھی ٹھیک ہوں، کیونکہ صحبت کے معنی ہیں ساتھ رہنا، سب سے زیادہ ساتھ کون رہتا ہے؟ میاں بیوی ساتھ رہتے ہیں اور بے تکلفی کے ساتھ رہتے ہیں تو ہونا یہ چاہئے کہ شوہر بھی اچھا ہو اور بیوی بھی اچھی ہو، پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ یاد رکھنا چاہئے، اگر کوئی شادی کرتا ہے اور خود وہ امریکا میں، بیوی ہندوستان میں، نہ ملاقات، نہ صحبت تو اولاد تو نہیں ہوگی، اس لئے کہ ملنا ضروری ہے، آپ چاہے

کتنا فلسفہ بگھاریں، چاہے کتنی باتیں بنائیں، انتہا صحبت سے بھی کام نہیں چلے گا، انٹرنیٹ پر بیٹھ کر گفتگو کر لی ایک دوسرے کو دیکھ لیا، اس سے کیا ہوگا؟ اولاد کے لئے صحبت ضروری ہے۔

جسم سے نسب چلتا ہے روح سے نسبت:

ایک انسان کے ساتھ جسم ہے اور روح ہے، جسم کے ساتھ جسمانی چیزیں وابستہ ہیں اور روح کے ساتھ روحانی چیزیں وابستہ ہیں، جسم سے نسب حاصل ہوتا ہے، روح سے نسبت حاصل ہوتی ہے، اس لئے کہا گیا ہے کہ نسب بھی صحیح ہونا چاہئے اور نسبت بھی۔ میاں بیوی صحیح رہیں گے تو نسب صحیح ہوگا اور اچھے لوگوں کی صحبت مل گئی تو نسبت صحیح ہوگی لیکن دونوں کے آداب ہیں کہ نکاح صحیح ہو اور نکاح کے جو شرائط ہیں یعنی گواہ کا ہونا، اعلان ہونا وغیرہ یہ شرائط پوری ہوں اور پھر میاں بیوی صحیح ہوں، تندرست ہوں پھر انشاء اللہ اولاد ہوگی، اس سے صحیح نسب چلے گا، لیکن اگر نکاح نہ کرے تو ظاہری طور پر سلسلہ تو چل رہا ہے لیکن نسب منقطع ہو جائے گا، ایسے ہی نسبت حاصل کرنے کے لئے صحبت صحیح ہونی چاہئے اور اگر ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اگر مرد صحیح ہے تو اس سے بیوی کو نسب ملے گا اور مرد اللہ والا ہے تو اس سے بیوی کو نسبت ملے گی اس طرح دونوں چیزیں جمع ہو جائیں گی۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اچھی بیوی لاؤ دین دار تو اس سے تمہارا نسب محفوظ رہے گا اور پھر ایک دوسرے کے ساتھ رہتے رہتے ایک دوسرے جیسے ہو جائیں گے، مرد کا اثر عورت پر آئے گا اور عورت کا اثر مرد پر آئے گا تو معلوم ہوا کہ میاں بیوی کو بھی اچھا ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ماں باپ کو اچھا ہونا چاہئے کہ ان کی صحبت میں بچے رہتے ہیں، بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو ماں کی گود میں ہوتا ہے اور اس کے بعد باپ کے ساتھ رہنا ہوتا ہے ماں باپ اچھے ہوں گے تو بچہ اچھا پروان چڑھے گا اس کی صحیح تربیت ہوگی، باپ کے لئے بچوں کی تربیت کی فکر کو ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر بتایا گیا ہے، پھر اگر اچھے دوست ہوں گے تو ان کی اچھائی منتقل ہوگی، جو صحبت میں جتنا کامل ہوگا اس کی نسبت اتنی ہی قوی ہوگی اور تندرستی کے اعتبار سے جو جتنا کامل ہوگا اس کا بچہ اتنا ہی تندرست ہوگا، دونوں چیزیں ایسے ہی ساتھ چلتی ہیں تو روحانی اعتبار سے جو اللہ کے نیک بندے ہیں، اگر آپ ان کی صحبت میں رہیں گے تو ان کی صحبت کے اثرات پڑ کر رہیں گے۔

صحابہؓ کا مقام صحبت رسول اللہ ﷺ کا نتیجہ:

صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے نبی کی صحبت میں رکھا جو انسان کامل تھا۔ کامل، مکمل اور متمم اخلاق تھا، دوسروں کو کمالات سے سرفراز کرنے والا اور اخلاق کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کرنے والا، اسی صحبت سے صحابہ کرامؓ میں نکھار آیا اور اسی کی برکت سے ان کو امتیازی مقام حاصل ہوا جو صرف انہی کے ساتھ خاص ہے، اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ایسا ہے کہ آپ کی صحبت میں رہنے کے بعد اتنا اونچا مقام اس کو ملتا ہے کہ وہ مقام آپؐ کی صحبت کے علاوہ کہیں مل ہی نہیں سکتا، جیسے مسجد حرام ہے، مسجد حرام میں جو نماز پڑھے ایک لاکھ کا ثواب ہے، اسی طرح سے مسجد نبوی میں، بیت المقدس میں ہزاروں نمازوں کا ثواب ہے، لیکن اگر آپ اس مسجد میں نماز پڑھیں، یہاں بڑے بڑے مجاہدین اور بڑے بڑے اللہ کے ولی آتے ہیں رہے ہیں اور پیدا ہوئے ہیں، اب اگر آپ ایسا سوچیں کہ اس مسجد میں ہزار نماز کا ثواب مل جائے تو یہ ناممکن ہے اور اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو وہ جھوٹا ہے، آج کچھ لوگوں میں ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں کہ فلاں مسجد میں نماز پڑھ لو تو وہ ہو جائے گا۔ صرف تین مسجدیں ہیں، جن میں غیر معمولی ثواب ملتا ہے، ایسے ہی رمضان میں جو روزہ رکھیں گے، جو تلاوت کریں گے، نمازیں پڑھیں گے اس میں بات ہی کچھ اور ہے، ستر گنا یوں ہی مل رہا ہے، غیر رمضان میں اتنا نہیں مل سکتا چاہے پورا سال روزہ رکھیں، رمضان کے ایک روزے کے برابر پوری زندگی کا روزہ نہیں ہو سکتا رمضان، رمضان ہے، اسی طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے برابر کسی اور کی صحبت نہیں ہو سکتی، اسی لئے صحابہ کرامؓ کو جو مقام حاصل ہوا ہے، وہ دنیا میں نہ کسی کو حاصل ہوا ہے نہ ہوگا، ظاہر ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے تو اس کا اثر بھی یہ ہوا کہ ایک نظر میں صحابہ کرامؓ کی کایا پلٹ گئی، ان کی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا اور ایمان وہاں پہنچ گیا، جہاں بڑے مجاہدوں کے بعد، بڑی مشقتوں کے بعد اور سینکڑوں رکعتیں نماز پڑھنے کے بعد اور ہزاروں روزے رکھنے کے بعد پہنچتا ہے، وہ بھی بمشکل، صحابہ کرامؓ کو وہ مقام ایک نظر سے مل گیا۔

انبیاؑ کی صحبت کے لئے ایمان اور اولیا کی صحبت کے لئے اخلاص شرط:

صحبت میں شرط ہے کہ اخلاص ہو، اگر اخلاص سے نہیں آئیں گے تو کچھ نہیں ملے گا۔ انبیاء کی صحبت میں رہنے والوں کے لئے بس ایمان شرط ہے، آئے اور کہا: ہم ایمان لائے اللہ پر، آپ پر اور تمام چیزوں پر جن کا حکم دیا گیا ہے، بس ان کا کام ہو گیا، لیکن اولیاء کرامؒ کی صحبت میں رہنے کے لئے اخلاص شرط ہے، اگر اخلاص کے ساتھ رہے گا تو فائدہ ہوگا، اگر اخلاص نہیں ہے تو ایک ہزار سال رہو تب بھی فائدہ نہیں، اور بات یہی ہے کہ ان کی صحبت سے جو بات پیدا ہوتی ہے، وہ دل اور دماغ کے اندر یقین کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ہے، اسی لئے ایک تابعی نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ "اگر تم صحابہ کرامؓ کو دیکھتے تو انہیں پاگل، دیوانہ سمجھتے اور صحابہ کرامؓ تم کو دیکھ لیتے تو بے ایمان سمجھتے" اور صحابہ کرامؓ اتنے بے چین رہتے تھے، دین

کے کام کے لئے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کہ لوگ سمجھتے تھے کہ کیا ہوگا، نہ ان کو کھانے کی پرواہ، نہ بیوی کی، نہ بچوں کی، نہ کسی چیز کی، بس وہ حکم بردار اور فرائض کی پابندی کرنے والے تھے، اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ ایسے واقعات بھی ہوئے کہ نکاح ہوا، بیوی کے پاس رات گزاری کہ جہاد کا اعلان ہوگیا فوراً جہاد کو چلے گئے اور شہید ہوگئے، ملائکہ نے انہیں غسل دیا، ان کا نام ''غسیل الملائکہ'' پڑ گیا کہ ملائکہ نے آ کر غسل دیا، صحابہ کرامؓ کا جو معاملہ تھا وہ صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا نتیجہ تھا، بہر حال صحبت کا اثر تو پڑتا ہی ہے، اس لئے ہم کو، آپ کو کسی کی صحبت میں رہنا ہے اس کو چیک کرنا پڑے گا کہ وہ کیسا ہے؟

بیوی کیسی ہو؟

یہاں ہمارے نوجوان ہیں جن کی شادی نہیں ہوئی ہے انہیں شادی کرنی ہے، کیونکہ بیوی کی صحبت میں سب سے زیادہ رہنا ہوگا، اس لئے بیوی دین دار ہونی چاہئے، لوگ شادی کرتے ہیں مال کی وجہ سے، خوبصورتی کی وجہ سے اور بڑے گھرانے کی وجہ سے اور چوتھے نمبر پر دین دار، دین دار عورت سے شادی کراو، لطف ہی لطف رہے گا، اگر دین دار عورت گھر میں آ گئی تو ہر اعتبار سے مزے ہی مزے ہیں، تم خوش رہو گے، بچے جو ہوں گے وہ اچھے ہوں گے، اس لئے کہ بچے کو جو پہلی صحبت ملتی ہے، وہ ماں کی، پھر باپ کی، تو ماں اچھی ہونی چاہئے، پھر باپ اچھا ہونا چاہئے، ان دونوں کے اندر اگر دین داری ہے تو سب کچھ اچھا ہوجائے گا، پھر معاملہ آتا ہے استاذ کا، استاذ کو اچھا ہونا چاہئے۔ اب یہ کوئی نہیں دیکھتا، کوئی نہ بیوی دیکھتا ہے، نہ کوئی استاذ کو دیکھتا ہے، بس پیسہ، شہرت اور ظاہری رکھ رکھاؤ، نتیجہ کیا ہے چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔ اور دین دار بیوی کی علامت ہے کہ جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے محبت بڑھتی جاتی ہے اور اس کی دین داری کی برکتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔

ہم لوگ صحبت کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ والوں کے پاس چلے جانا، آپ کسی چیز کو اتنا خراب کردیں پھر اس کو لے جائیں کسی بڑے کاریگر کے پاس اس کو ٹھیک کردیجئے، جو چاہیں گے ملے گا تو وہ جھنجھلا جائے گا کہ آخر کتنی اصلاح کروں؟ ٹھیک کرکے لاتے تو تھوڑا سا دیکھ لیتا اور کام ہوجاتا اور وہ چلنے لگتی، اور آپ نے اس کو برباد کردیا، توڑ مروڑ کر یہاں وہاں ٹہلتے رہے اور غلط دوست بنائے، استاذ کی بے عزتی کی، حرام مال کھایا، ساری غلطیاں کیں، برسوں کا بگڑا ہوا دو دن میں کیسے ٹھیک ہوجائے گا؟ اس لئے ہمیں صحبت کا خیال شروع سے کرنا چاہئے، پہلے بیوی اچھی ہونی چاہئے اور کسی کو اگر ماں باپ اچھے مل جائیں کیا کہنے ''نور علیٰ نور'' اور گھر کا ماحول بھی اس کا اچھا ہو اور گھر میں خواتین بھی اچھی ہوں تو پھر کیا کہنے۔

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ایک جگہ افسوس میں بیٹھے تھے، پھر کہا چلو: اماں کے پاس چلتے ہیں، ام ایمنؓ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہی ہیں اور برکتیں حاصل کی ہوئی ہیں اور یہ ایسی بابرکت خاتون کہ جب انہوں نے ہجرت کی مکہ سے مدینہ، اکیلے، راستے میں پیاس کی شدت سے تڑپ گئیں، نام بھی ان کا بابرکت اور ہیں بھی برکت والی، تو اللہ تعالیٰ نے ڈول آسمان سے بھیجا، لٹک کر نیچے آیا، اس میں سے انہوں نے پانی پیا، پوری زندگی پھر انہیں پیاس ہی نہیں لگی، ایسی بابرکت خاتون ہیں تو دونوں گئے ان کی خدمت میں، وہ رونے لگیں، ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کہا: اماں کیوں روتی ہیں؟ آپ تو بہت اونچے مقام پر ہیں، دنیا سے رخصت ہوتے جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں، فرمایا: اس لئے نہیں رو رہی ہوں، پھر کیوں رو رہی ہو؟ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ وحی کا سلسلہ بند ہوگیا، وحی کی قیمت جانتی تھیں، وحی کیا چیز ہے؟ اس وجہ سے وہ حضرت ام ایمنؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

ہمارے حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی والدہ ماجدہ بھی ماشاء اللہ کیا خاتون تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسا نوازا تھا، پورے گھر کے لوگ ان کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے، بیٹھتے ہی نہیں تھے، ایک روحانی سکون ان کے پاس ملتا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ مقام ان کو عطا فرمایا تھا، ڈھائی بجے اٹھ جاتیں، اشراق تک اپنے مصلی پر بیٹھی رہتی تھیں اور یہ معمول ان کا آخری دور تک ۹۳ سال کی عمر تک تھا اور ظاہری بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے روتی تھیں، گڑگڑاتی تھیں، خواب میں اللہ کے رسول کی زیارت ہوئی، اور ان سے براہ راست بیعت ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا مقام ان کو عطا فرمایا تھا۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے پاس بیٹھنا، ان کی خدمت میں حاضر ہونا، کتنی بڑی بات ہے، ان کی خدمت میں بیٹھنے سے اثر پڑتا تھا، ہمارے حضرت مولاناؒ ان ہی کی صحبت میں رہ کر بڑے ہوئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ کوئی چاہے مانے یا نہ مانے، اصل میں یہ بات پوشیدہ ہے، تو دیکھ لینا چاہئے کہ کس سے دوستی کر رہے ہو، چیک کراو کہ تمہاری دوستی کا رجحان کدھر ہے، دل کس سے لگتا ہے، کون ساتھی تمہارا زیادہ ساتھ دیتا ہے، اگر وہ اچھا ہے تو تم اچھے ہو، اگر وہ بُرا ہے تو تم بُرے ہو، لوگ آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ دوست ہے مگر اس کے طریقے پر نہیں ہوں، یہ جھوٹ ہے، تم بے وقوف خود کو بھی بناتے ہو، دوسرے کو بھی بناتے ہو، صحبت کا اثر تو پڑتا ہی ہے۔ آدمی کی جیسی

طبیعت ہوتی ہے ویسی ہی طبیعت والے سے مانوس ہوتا ہے، جو اچھے سیدھے لوگ ہوتے ہیں، وہ اچھے سیدھے لوگوں کو فوراً پہچان لیتے ہیں، جو نیک لوگ ہوتے ہیں وہ نیک لوگوں کو پہچان لیتے ہیں، اس لئے کہ جو جیسا ہوتا ہے، ویسے ہی لوگوں کو ڈھونڈتا ہے۔

آپ چور کے ساتھ رہیں گے تو چوری نہ صحیح ہیرا پھیری تو کریں گے ہی، آپ جھوٹے کے ساتھ رہیں گے تو جھوٹ نہ صحیح مبالغہ تو کریں گے ہی، کتنا ہی اپنے آپ کو بچائیں، اس لئے اس بات کو طے کرنا چاہئے کہ ہم کو اچھوں کی صحبت اختیار کرنا اور اچھے لوگوں سے دوستی کرنا ہے، علماء کی صحبت میں بیٹھنا ہے اور واقعی جن کے اندر کمال ہے ان کے پاس جا کر بیٹھیں، اب آپؐ سے جو جتنا مشابہ ہوگا، جتنا زیادہ متبع سنت ہوگا، اتنا ہی اس کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے، جتنا سنتوں کا اتباع کرنے والا ہوگا اتنی ہی زیادہ اس کی صحبت کا نفع اور برکت بڑھتی جائے گی اور خوب سمجھ لیجئے اس کے اندر کرامتیں جتنی بھی ہوں اگر اتباع سنت نہیں ہے تو نہ برکت ہوگی نہ نفع اور نہ تاثیر۔

حد سے زیادہ تاثر اور عقیدت میں غلو باطل ہونے کی علامت:

ایک بات اور سمجھ لیں، لوگ کہتے ہیں کہ ایک دم سے بھونچال آ جائے، بھونچال کا نام تاثیر نہیں ہے، یہ بہت زیادہ متاثر ہونے کی علامت ہے، بہت زیادہ متاثر ہونا باطل ہونے کی علامت ہے، بہت زیادہ اس میں نقص شامل ہوتا ہے۔ حال یہ ہوگیا ہے کہ جنہوں نے کرامات دکھادیں ان کے پیچھے چل دیئے، انہوں نے یوں کیا تو یوں ہوگئے، یوں کیا تو یوں، بدعتیوں کا بھی حال ہے، ایک سب سے بڑے بدعتی پیر جن کی کافی شہرت ہے، ممبئی میں بیمار ہوئے تو ہسپتال میں بڑے بڑے سیٹھ ملنے آنے لگے، ایک دن انہوں نے کہا کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مجھ سے ملنے آنے والے ہیں، میری عیادت کے لئے تو بڑے بڑے پیسے والے سیٹھوں کی عقلیں ماری جاتی ہیں، سب نے ہسپتال کی صفائی کروائی، عطر چھڑک کے ڈیکوریٹ کر کے لائن سے کھڑے ہوگئے کہ ابھی حضرت آئیں گے، ایک موٹر آئی، اس میں سے ایک سفید داڑھی، عمامہ باندھے ہوئے ایک صاحب اترے اور سیدھے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ بند کر دیا گیا اور اس کے بعد دروازہ کھلا ہی نہیں، ایک دو گھنٹے بعد خبر آئی کہ حضرت وہیں سے چلے گئے واپس نہیں آئیں گے، آپ لوگ جایئے اس لئے کہ وہ داڑھی لگا کر، کاجل لگا کر، خوب فن کاری کر کے آئے تھے اور اندر جا کر داڑھی اتار لی، چہرہ صاف کرلیا اور چلے گئے، اور سارے لوگ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے حضرت کا کتنا اونچا مقام ہے، سجدے پہ سجدے ہو رہے ہیں، ہاتھ پہ ہاتھ چومے جا رہے ہیں، بس کیا کہئے اس سے بڑا تو کوئی پیدا ہی نہیں ہوا، یہ سب تماشے ہیں، لوگ یہ سوچتے ہیں کہ یہ تاثیر ہے، یہ تاثیر نہیں ہے۔ یہ عقیدت میں غلو اور بے جا غلط تاثر ہے۔ حضرت نے کہہ دیا کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، نماز بھی معاف، وہ پیر نہیں پیر ہوتے ہیں، اسی لئے سب پریشان ہیں کہ دو منٹ میں کام ہو جائے، چمتکار دکھائیں، یہ سب کچھ نہیں، اتباع سنت دیکھئے، اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے کیونکہ جو جتنا متبع سنت ہوگا اتنی ہی تاثیر ہوگی۔ ایک بڑے بزرگ عالم ربانی نے لکھا ہے کہ: "جو جتنا بڑا متبع سنت ہوگا وہ اتنا بڑا عالم بھی ہوگا۔" اگر اس کا تعلق وہاں سے ہوگا تو علم کے سوتے پھوٹتے چلے جائیں گے، وہ علم میں فائق ہوتا چلا جائے گا اور تاثیر بھی بڑھتی چلی جائے گی۔

(جاری ہے)

حضرت امیر مرکزیہ کی مولانا فضل الرحمٰن سے ملاقات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم اپنے نائب مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی معیت میں ۹/اپریل کو قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ سے اسلام آباد میں ان کی رہائش گاہ میں ملے اور مولانا کی قاتلانہ حملوں میں حفاظت پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور مولانا کو مبارک باد پیش کی اور ان کی درازی عمر کی دعا فرمائی۔ قائدین نے مختلف امور پر خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا۔ حضرت الامیر دامت برکاتہم نے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے سابق امیر خواجہ خواجگانؒ کے طرز پر کاربند رہے گی نیز حضرت الامیر دامت برکاتہم نے تحریک ناموس رسالت میں مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے شاندار کردار اور تحریک کی کامیابی پر انہیں مبارک باد دی۔ قائدین نے کہا کہ ہم نے احتجاج ختم کیا ہے تحریک ختم نہیں کی۔ ناموس رسالت کے تحفظ کی تحریک جاری و ساری رہے گی۔ قائد جمعیت نے قائد تحریک ختم نبوت کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

ردِ قادیانیت کورس بہاولپور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد اشرف غلہ منڈی میں ۱۱،۱۲/اپریل کو ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس منعقد ہوا۔ کورس کا دورانیہ عصر سے عشاء تک رہا۔ ۱۱/اپریل کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے جواں مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی کی دجالیت پر لیکچر دیئے اور عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد کیا۔ ۱۲/اپریل کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوانات پر بیان کیا۔ کورس میں علماء عظام، طلباء کرام اور مختلف طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔

گزشتہ سے پیوستہ

گستاخ ٹیری جونز... ہم کہاں کھڑے ہیں؟

جمال عبداللہ عثمان

آج کے زندہ لوگ اس بات کی گواہی دیں گے کہ 90ء کی دہائی میں مغرب کے وسط میں قائم سربوں نے کس طرح مسلمانوں کی نسل کشی کی؟ وہاں کے 2 لاکھ سے زائد افراد ایسی بے دردی سے شہید کر دیئے کہ یورپ کے کچھ انصاف پسند بھی اس پر خون کے آنسو روئے۔ حالانکہ یہ وہ تعداد ہے جو منظر عام پر آئی ہے۔ ورنہ سینکڑوں ایسی اجتماعی قبریں ہیں جن کا اب تک پتا نہیں چل سکا ہے۔ چند سال قبل ایک اجتماعی قبر دریافت کی گئی۔ اس اجتماعی قبر میں دفن افراد سرب افواج کے ہاتھوں سات ہزار مسلمانوں کے ہمراہ مارے گئے۔ قتل عام کی ہزاروں وارداتوں کے بعد مسلمانوں کی لاشیں پورے علاقے میں واقع لاتعداد اجتماعی قبروں میں دفن ہیں اور اب بھی ہر سال ایسی کوئی نہ کوئی قبر دریافت ہوتی رہتی ہے۔ ایسی قبروں میں دفن لاشوں کو بعض اوقات بلڈوزر کے ذریعے کچل بھی دیا گیا تاکہ ان کے اعضا ایک دوسرے میں گھل مل جائیں اور بعد میں تحقیقات نہ ہوسکیں۔ بوسنیا میں جنگ کے بعد ایسے تقریباً 30 ہزار افراد لاپتا ہیں۔ اسی طرح عراق کو لے لیجئے۔

عراق کی ابوغریب جیل میں انسانیت کی جس طرح تذلیل کی گئی، وہ آج کی مہذب دنیا نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ قیدیوں کو برہنہ کر کے ان کے جسموں پر تشدد کیا جاتا رہا، انہیں برہنہ حالت میں ایک دوسرے پر چھپی لگا کر سلایا جاتا رہا۔ کئی تصاویر میں دکھایا گیا ہے کہ برہنہ عراقی مرد کا چہرہ بوری سے ڈھکا ہوا ہے اور خاتون فوجی اس پر تشدد کر رہی ہے۔ ان تصویروں میں ایک ایسی بھی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ ایک امریکی خاتون فوجی برہنہ قیدیوں کے گلے میں رسی باندھے انہیں بے دردی سے کھینچ رہی ہے۔ ایک اور تصویر میں وہ برہنہ قیدیوں کے انبار کے پیچھے ایک فوجی کے ساتھ کھڑی وکٹری کا نشانہ بنا کر فتح کا اظہار کر رہی ہے۔ ایک اور تصویر میں وہ ایک عراقی قیدی کے قریب کھڑی ہے جو تشدد سے مرچکا ہے اور اس خونخوار خاتون فوجی کا چہرہ فخر و انبساط سے تمتما رہا ہے۔ اسی طرح اب تک عراق میں امریکی درندگی کا شکار ہونے والوں کی مجموعی تعداد 10 لاکھ سے متجاوز ہو چکی۔ اس جنگ کی وجہ سے 20 لاکھ 77 ہزار سے زائد افراد بے گھر ہو گئے 10 لاکھ سے زائد افراد کو شدید ترین مشکلات کا سامنا رہا اور 3 لاکھ سے زائد افراد پینے کے صاف پانی تک کے لئے ترسنے لگے۔ اس جنگ کے سبب 20 لاکھ افراد ہمسایہ ممالک اُردن اور شام ہجرت کر گئے۔ کیا ٹیری جونز مسلمانوں کے ماضی میں یا آج کی اسلامی دنیا میں ہی کہیں، اس طرح کی دہشت گردی دکھا سکتا ہے؟

گوانتاناموبے کے عقوبت خانوں کا نظارہ تو مہذب دنیا نے خود اپنی آنکھوں سے کیا ہے۔ اس کی ہلکی سی جھلک پاکستان میں طالبان کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کی آپ بیتی میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی سب سے بڑی جمہوریہ کہلانے والے بھارت پر نظر ڈالئے۔ مقبوضہ کشمیر میں تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق شہید ہونے والوں کی تعداد 92 ہزار 2 سو 60 ہو چکی ہے۔ یہاں بھی وہ تعداد شامل نہیں جس میں شہریوں کو گھروں سے اٹھا کر غائب کر دیا گیا۔ فلسطین میں اسرائیلی دہشت گردی دنیا کی نظروں سے اوجھل نہیں۔ روزانہ اسرائیلی جارحیت سے درجنوں فلسطینی شہید ہوتے ہیں، لیکن امریکا اور دوسری مغربی طاقتیں ہاتھ میں غلیل لئے بچوں کو دہشت گرد اور ٹینکوں اور جہازوں کے ذریعے بمباری کرنے والے اسرائیل کو دفاع کا حق دار ٹھہرا کر اپنی حقیقت ظاہر کر دیتے ہیں۔ کیا ہی خوب ہوتا جو متعصب ٹیری جونز ایک حقیقی مظلوم قوم کی مظلومیت اور ظالم کا ظلم دنیا کے سامنے آشکارا کرتا۔ وہ قرآن کو جلانے کے بجائے ان تمام ممالک کی مشہور پارٹیوں کے منشور اور ان ممالک کے آئین اٹھا کر جلا دیتا۔ لیکن تعصب ایک ایسی بیماری ہے کہ جس کو لگ جائے وہ پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔ اس کی آنکھیں تب ہی کھلتی ہیں جب وہ اپنے انجام سے دوچار ہو جائے۔

ملعون ٹیری جونز قرآن مجید پر فرد جرم عائد کرتا ہے۔ وہ اسے دہشت گردی کی تعلیم دینے والا قرار دیتا ہے، مگر کیسی عجیب بات ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کی دہشت گردی اس کی نظروں سے اوجھل رہتی ہے۔

مسلم اندلس میں ''ٹیری جونز'' کے روحانی پیشواؤں نے بے شمار مسلمان قتل کر ڈالے۔ ہزاروں

کو زبردستی عیسائی بنایا اور ''انکویزیشن'' کے نام پر سفاکیت کی ایسی تاریخ رقم کی کہ انسانیت شرما جائے۔ ٹیری جونز اگر اعتراض کرے، ان حقائق کو ''تاریخی غلطی'' قرار دے۔ ''مسلم مورخین'' کی ''کہانیاں'' لکھے تو ہم انہیں بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم آج کے زمانے کو سامنے رکھ کر اس ملعون کو کٹہرے میں کھڑا کرتے ہیں۔ اس سے پوچھتے ہیں کیا یہ دہشت گردی نہیں کہ امریکا نے صرف دو ٹاوروں کی تباہی پر بغیر کسی ثبوت کے افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا؟ عراق پر جھوٹی تہمت لگا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اسرائیل کو گولا بارود فراہم کیا۔ اسی طرح تازہ خبر ہے: ''افغانستان میں امریکی فوجی عام شہریوں کو قتل کر کے لاشوں سے کھیلتے رہے، نالیاں پھینک کر بچوں پر گولیاں برساتے رہے، گاڑیوں تلے کچلا، ایک شخص کو قتل کر کے اس کی انگلی کاٹ کر ٹرافی بنائی، ایک امریکی میگزین نے اپنے تبصرے میں تسلیم کیا کہ اسے امریکی فوجیوں کے جنگی جرائم پر مبنی جو 150 سے زائد تصاویر ملی ہیں، ان سے پتا چلتا ہے کہ افغانستان میں کس طرح صرف موج مستی کے لئے بے گناہ شہریوں کا قتل عام ہوتا ہے۔''

ٹیری جونز پر اس سوال کا جواب دینا بھی لازم ہے کہ امریکا اپنے شہریوں سے اس بات پر حلف لیتا ہے: ''میں امریکا کے دفاع کی خاطر ہتھیار اٹھانے سے دریغ نہیں کروں گا۔'' اور جو اس پر عمل نہ کرے اسے امریکی معاشرے میں ''غدار'' کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔ عالمی باکسر محمد علی کلے کی مثال ہمارے سامنے ہے، جب انہوں نے ''ویت نام'' کے خلاف لڑنے سے انکار کیا، اس پر انہیں غدار کہا گیا۔ قید کی سزا سنائی گئی اور ''عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن'' سے محروم کر دیا۔ اگر امریکی آئین کے ان الفاظ کو ''دفاع'' اور ''حب الوطنی'' کا نام دیا جاتا ہے تو پھر قرآن اور اہل قرآن کیسے مورد الزام ٹھہرتے ہیں؟ پھر امریکی آئین اور خود اس کی مقدس کتاب بائبل پر بھی حرف کیوں نہیں آتا؟ لیکن بات یہ ہے کہ ٹیری جونز کے لئے اصل مسئلہ ''تشدد'' اور ''دہشت گردی'' نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً اس کے سامنے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ آجاتی اور پھر اسلام کا درخشاں ماضی بھی اسے دکھائی دیتا۔ اسے پتا چل جاتا کہ قرآن اور اہل قرآن دنیا میں امن کی دعوت لے کر آئے تھے، اسے معلوم ہو جاتا کہ مسلمانوں کے پیغمبر امن کے داعی نہ ہوتے تو کبھی نہ کہتے: ''ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف لاحق نہیں ہوگا۔'' اگر امن اور عدل وانصاف کی بات ٹیری ملعون کرتا تو اس کے سامنے سے یہ الفاظ کبھی اوجھل نہ رہتے جو صاحب قرآن نے فرمائے: ''اللہ کی قسم! وہ وقت قریب آ رہا ہے جب تو سن لے گا کہ اکیلی عورت قادسیہ سے چل کر مکہ مکرمہ کا حج کرے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔''

اسی طرح اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پڑھنے کی اس گستاخ ملعون کو سعادت حاصل ہوتی تو کبھی اس قسم کی گستاخیاں نہ کرتا۔ مغرب میں جسے بھی قرآن اور صاحب قرآن کی زندگی کا مطالعہ نصیب ہوا وہ اپنی ضد اور عناد کے باوجود اس بات پر مجبور ہوا کہ آپ کی شان میں قصیدے پڑھے۔ مشہور ومعروف متعصب اور اسلام و مسلمانوں سے بغض رکھنے والے پروفیسر مارگولیتھ کو لکھنا پڑا: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رحمت اور انسانیت بے کنار تھی، انسان تو اشرف المخلوقات ٹھہرا۔ نچلی سطح کی مخلوق بھی آپ کی ہمدردی، انسانیت اور توجہ کا مرکز بنی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی برا سلوک نہ کریں، جنگی قیدیوں کی ضرورت کا مکمل خیال رکھا جائے۔ یہی وہ خوبیاں تھیں، جنہوں نے دشمنوں کو بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔''

مشہور دانشور برٹرینڈ رسل نے ٹیری جیسے متعصب اور ذہنی مریضوں کے لئے لکھا: ''عیسائیت اور اس کے علمبرداروں نے ہمیشہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا جاری رکھا، جبکہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم انسان اور فقید المثال مذہبی رہنما تھے، وہ ایک ایسے دین کے بانی تھے جو بردباری، مساوات اور انصاف کی بنیادوں پر کھڑا ہے۔'' ٹیری جونز کے قبیل سے تعلق رکھنے والے ایک مشہور پادری ریورینڈ جی ایم ایڈویل بھی اس بات پر مجبور ہوئے، انہیں کہنا پڑا: ''قرآن کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی، جنات و مادیت کا شرک مٹایا، اللہ کی عبادت قائم کی، بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کی، ام الخبائث شراب کو حرام ٹھہرایا۔ چوری، زنا اور قتل و غارت کی ایسی سزائیں مقرر کیں کہ کوئی شخص ارتکاب جرم کی جرأت ہی نہ کر سکے۔'' اسی طرح ٹیری کے ایک اور روحانی بزرگ، مشہور فرانسیسی مصنف ''موسیو میر'' لکھتے ہیں: ''اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں، انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو سمجھا ہی نہیں کہ جس کے اثر سے عربوں کی کایا پلٹ گئی۔''

کاش! یہ ملعون ٹیری جونز ''موسیو میر'' کا ارشاد ہی پڑھ لیتا۔ اسی طرح اگر وہ مزید حقائق میں جاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اگر صرف قتل و غارت ہی مقصد ہوتا تو اہل قرآن اتنے کم نقصان پر اتنا بڑا انقلاب برپا نہ کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے 12 برسوں سے ہی اسے اندازہ ہو جاتا۔ اس کے علم میں یہ بات آجاتی کہ 12 برسوں میں لڑی جانے والی جنگوں کی تعداد تقریباً ایک سو بنتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے ان سو سے زائد جنگوں کو بھڑکانے

کے لئے بھی ایندھن خود ٹیری جونز کے رُوحانی پیشواؤں نے فراہم کیا، لیکن ان جنگوں کے نتیجے میں جو انقلاب آیا وہ چشم کشا ہے۔ تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان جنگوں میں مسلمانوں کے شہید ہونے والے اور کفار کے قتل شدہ افراد کل ملا کر صرف ایک ہزار 18 بنتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ 12 سالہ مدت میں کہیں ایسی خونریزی نہیں ہوئی جس پر اہل قرآن کو شرمندہ ہونا پڑے۔ جس پر مسلمان شرمسار ہوں، لیکن اس کے باوجود اہل قرآن اور قرآن پر فرد جرم عائد ہوتی ہے؟ کیا ٹیری جونز اور اس قبیل کے لوگ مسلمانوں کے علاوہ تاریخ میں ایسی ہلکی سی جھلک بھی دکھا سکتے ہیں؟ ٹیری جونز کے روحانی پیشواؤں نے تو صرف ایک فرد صدام حسین کے لئے پورے عراق کو تہس نہس کر دیا۔ لاکھوں لوگوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا۔ صرف ایک اسامہ بن لادن کے لئے افغانستان کو بارود کی سرزمین بنا دیا، لاکھوں کو یتیم کر دیا اور ہزاروں سہاگ اجاڑ دیئے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ٹیری جونز جس مذہب کا پیروکار ہے، جسے وہ انسانیت کی فلاح کے لئے واحد مذہب سمجھتا ہے، اگر یہ ملعون اسی مذہب کی تحریف شدہ کتاب کا ہی ٹھیک طرح سے مطالعہ کرتا تب بھی اس پر ساری حقیقت واضح ہو جاتی۔ ٹیری جونز کی مقدس کتاب میں صرف ایک نہیں، اسلام، قرآن اور صاحب قرآن کے حوالے سے کئی "آیات" موجود ہیں، لیکن یہاں صرف دو پر اکتفا کرتے ہیں۔ پہلا حوالہ ہے: "میں ان کے لئے انہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے تو ان کا حساب اس سے لوں گا" (استثنا، باب: ۱۸، ۱۵، ۱۹) دوسرا اقتباس ہے، جو ٹیری جونز جیسے ملعونوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے:

"خدا تیمان سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے، اس کا جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی، اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی، وبا اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں اور اس میں اس کی قدرت نہاں تھی، اس کے آگے آگے چلتی تھی اور آتشی تیر اس کے قدموں سے نکلتے تھے، وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی، اس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندہ ہو گئیں۔ ازلی پہاڑ پارہ پارہ ہو گئے، قدیم ٹیلے جھک گئے، اس کی راہیں ازلی ہیں۔" (حبقوق، ب: ۳، ۲تا۶)

یہ گواہیاں تو اس کتاب کی ہیں جسے ٹیری جونز، قرآن کے مقابلے میں امن وسلامتی کا ضامن قرار دیتا ہے۔ جس کے بارے میں وہ ایک لفظ سننا گوارا نہیں کرتا، لیکن اب ہم ٹیری جونز کو یہیں پر چھوڑ دیتے ہیں، ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ایک باؤلا قسم کا پادری ہے، جس کا ماضی اور حال بدکاریوں اور سیاہ کاریوں سے بھرا پڑا ہے، جو ہمیشہ تعصب اور بغض وکینے کی آگ میں جھلستا رہتا ہے، ہم سردست اپنے گریبانوں میں جھانکتے ہیں، ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ٹیری جونز کے مقابلے میں ہم نے کیا کیا اور کیا کر سکتے ہیں؟ جس طرح پہلے لکھا، ایسے گستاخوں کو صرف اس بات کی تکلیف ہے کہ مسلمان اپنے مرکز سے دور کیوں نہیں ہٹ رہے؟ تمام تر صلاحیتیں صرف کرنے کے باوجود مسلمان روز بروز "مسلمان" کیوں بنتا چلا جا رہا ہے؟ ان کا قرآن سے تعلق مضبوط کیوں ہو رہا ہے؟ اسے اس بات نے پریشان کر رکھا ہے کہ آج سے کچھ عرصہ قبل جو لوگ صرف تلاوت پر اکتفا کرتے تھے، آج وہ اس کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے والے کیوں بن چکے ہیں؟ انہوں نے اپنی زندگیوں پر اس کا نفاذ کیوں کرنا شروع کر دیا ہے؟ وہ اس قرآن کا نفاذ ریاستوں پر یوں کرنے چلے ہیں؟ قرآن مجید لاکھوں سینوں میں محفوظ کیوں ہو رہا ہے؟ کچھ دن قبل ایک ساتھی بتا رہے تھے کہ فلسطین میں "حماس" نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے، جہاں صرف ۶۰ دنوں کے اندر قرآن مجید حفظ کروایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی کئی مدارس میں اس سلسلے کی شروعات ہونے والی ہیں۔ لہٰذا ٹیری جونز جیسے متعصبوں کو اس بات کی تکلیف ہے۔ بائبل کے "حافظین" دھرتی پر نہیں، جبکہ قرآن ننھے منے بچوں کے سینوں میں بھی محفوظ ہو رہا ہے۔

اب ایسی صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ یقیناً ایسے گستاخوں پر دلائل وبراہین کوئی اثر نہیں کرتے۔ امت مسلمہ کے حکمران بھی اس قابل نہیں جن سے کوئی توقع رکھی جا سکے، اپنے قائد کی حرمت کے لئے پرانی فائلیں تک نکلوانے کی منظوری دے دیتے ہیں۔ امریکی اور یورپی ممالک بھی ایسے ملعونوں کی پشت پر کھڑے رہتے ہیں۔ ایسے گستاخوں کو انجام سے دوچار کرنا بھی کسی مسلمان کے لئے ممکن نہیں، ایسی صورت میں دو حل ہو سکتے ہیں، ایک ہم احتجاج کے ذریعے پوری دنیا کو پیغام دیں، ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ احتجاج اور مظاہروں سے کچھ نہیں ہوتا، میرا خیال ہے یہ نظریہ درست نہیں، جب ہم اپنے اخبارات اور اپنی ٹی وی اسکرینوں پر دنیا کے کسی ملک میں احتجاج اور مظاہرے دیکھتے ہیں تو ہم اس ملک کے بارے میں وہی نظریہ بنا لیتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے آج سے کچھ عرصہ قبل ترکی میں سیکولر لوگوں نے ایک بہت بڑا اجتماع منعقد کرایا۔ اس سے پوری دنیا کو یہ پیغام ملا کہ ترک عوام سیکولرازم چاہتی ہے، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔ اسی طرح حماس کے رہنما خالد مشعل کا انٹرویو پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا بھی یہ کہنا تھا، جب ہم پر مشکل وقت

آ۔ ہے اور دنیا بھر کے مسلمان خصوصاً پاکستانی عوام ہمارے لئے سڑکوں پر نکلتے ہیں تو ہمیں حوصلہ ملتا ہے، جذبہ ملتا ہے، ہم اپنی مشکلات بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں ایسے مواقع پر پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔ ابابیل کی طرح کسی حد تک اپنا حصہ ملانا چاہئے۔

دوسری بات جو سب سے اہم ہے، جس پر سامراج کو سب سے زیادہ تکلیف ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ خدمت ترویج اور اس کی تعلیمات پر عمل، اسے نظاموں اور حکومتوں پر غالب کردینے کی جدوجہد، جب ایک متعصب پادری یہ دیکھتا ہے کہ اس کا مذہب ''عیسائیت'' بے یار ومددگار پڑا ہے، اس کا کوئی والی وارث نہیں، جبکہ اسلام اور بروز ترقی کرتا جارہا ہے تو اس کے دل میں تعصب کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ دنیا کا بھی مروجہ اصول ہے، جسے تکلیف دینا مقصود ہو تو وہی کام کیا جائے، جس پر وہ تڑپ جائے۔ متعصب اور بغض و عناد کی آگ میں جلتے ہوؤں کی یہی خواہش ہے کہ مسلمان قرآن سے اپنا رشتہ کمزور کردیں۔ لہٰذا کرنے کا کام یہ ہے جو مسلمان ٹیری جونز کی گستاخی پر جتنے زیادہ تڑپے ہیں، وہ ردعمل کے طور پر اس قرآن کے ساتھ اتنا ہی اپنا رشتہ مضبوط کردیں، اگر کسی نے قرآن ناظرے سے پڑھا ہے، وہ اسے ترجمے کے ساتھ پڑھنا شروع کردے، جس نے ترجمے کے ساتھ پڑھا ہے وہ اس کا ایک حصہ حفظ کرنا اپنے اوپر لازم قرار دے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے وہ اپنی اولاد کو حافظ قرآن بنانے کا تہیہ کرلے، جن کے پاس مال کی فراوانی ہے، وہ بڑی تعداد میں قرآن کے نسخے اور ترجمہ قرآن خرید کر تقسیم کریں۔ خوشی کی تقریبات میں ہدیے کے طور پر قرآن کا خوبصورت نسخہ دینے کا رواج بڑھایا جائے۔

یہ ساری چیزیں اسی سوچ کے ساتھ ہوں کہ میں ٹیری جونز کے گستاخانہ عمل کے ردعمل میں یہ کچھ کررہا ہوں۔ آپ دیکھیں گے چند سال بعد یہ گستاخ خود اپنے سینوں میں جلتی ہوئی آگ میں جل جائیں گے، ان کا نام ونشان اس دنیا سے مٹ جائے گا، اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمارا حصہ بھی شامل ہوگا۔ اگر نہیں کریں گے تو قرآن پر تب بھی کوئی حرف نہیں آئے گا، اس کی حفاظت کا ذمہ اسی نے اٹھایا ہے جس نے اسے نازل کیا ہے، ضرورت ہے تو ہمیں اور حاجت مند ہیں تو صرف ہم!

نقش قرآن تا دریں عالم نشست
نقش ہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمراست
ایں کتابے نیست چیزے دیگراست

☆☆........☆☆

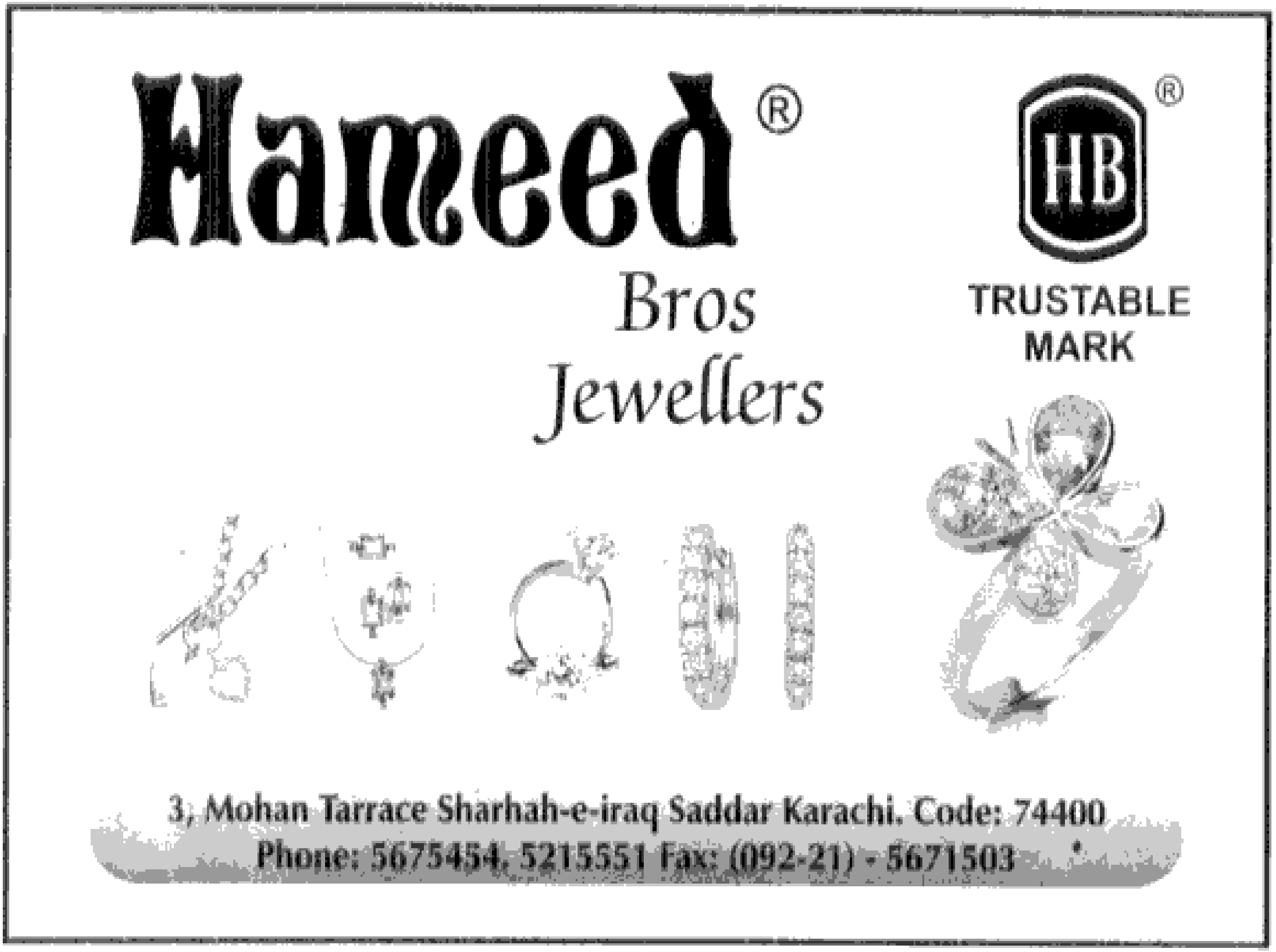

گزشتہ سے پیوستہ

حکومت پاکستان کی طرف سے ”تحفظ ناموس رسالت“

قانون سے متعلق تازہ فیصلہ کا مکمل ترجمہ

نیشنل اسمبلی، وفاقی وزارت داخلہ، وفاقی وزارت خارجہ، وفاقی وزارت اقلیتی امور اور دیگر ملکی وغیر ملکی اداروں وشخصیات نے وزیر اعظم پاکستان کو اپنی اپنی طرف سے خطوط لکھے اور یادداشتیں بھجوائیں۔ وزیر اعظم پاکستان نے وفاقی وزرائے قانون وپارلیمانی امور کو وہ تمام مواد بھجوا کر ان کی رائے مانگی۔ وفاقی وزارت قانون نے ان تمام امور پر تفصیل سے غور کرنے کے بعد ایک تفصیلی سمری تیار کر کے وزیر اعظم پاکستان کو بھجوائی۔ وزیر اعظم نے سمری پر دستخط کر کے اسے قانونی حیثیت دے دی۔ ذیل میں اس سمری کا مکمل ترجمہ پیش خدمت ہے۔ یہ ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر عتیق الرحمن فیصل نے لکھا ہے۔ (ادارہ)

توہین رسالت کے مرتکب مجرم پر قانونی عدالتی چارج:

”یہ کہ تم نے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو لکھ کر یا خطاب کرتے ہوئے ان الفاظ کا یا ظاہری نقوش یا بہتان کا ذکر کیا جو کہ اس نے جان بوجھ کر اور بدنیتی کے ارادے سے پاک پیغمبر محمد ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کی ہے۔ ایسے نازیبا تاثرات (الفاظ) استعمال کئے۔ اس طرح تم اس جرم کے مرتکب ہوئے اور اس طرح پاکستان پینل کوڈ ۱۸۶۰ء کی شق ۲۹۵۔سی کے مطابق سزا (سزائے موت اور عمر قید اور جرمانہ) کے مستحق ہوئے۔“

اور میری (جج کی) ہدایت پر اس الزام کی ٹرائل عدالت کے ذریعے کی گئی۔

متذکرہ بالا قرآنی آیات اور پاک پیغمبر کی روایات سے عیاں ہے کہ قرآن وسنت اور پاکستان کے آئین کے مطابق ناموس رسالت کی بے حرمتی پر سزائے موت مقرر کی گئی ہے اور دستور پاکستان میں ایسے الفاظ کو استعمال کرنے سے جو کہ عملاً اور بدنیتی پر مبنی ہوں (اس خاص الزام میں) ایسے معاملے میں جو سزا رکھی گئی ہے۔ پاکستان کی اور کوئی بھی عدالت اس سے ہٹ کر کوئی اور سزا نہیں دے سکتی۔ یہ قانون ورث پر اس کے غلط استعمال پر دو ضمانتیں قدغن کے طور پر فراہم کرتا ہے۔ پہلی بات یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ جج اس جرم کے تعین کے وقت بنظر غائر دیکھے اور دوسرا یہ کہ توہین رسالت کے جرم کے اصل ارتکاب کو دیکھے۔ جرم کے معاملے میں انصاف کی رو سے یہ دونوں اصول بین الاقوامی طور پر مسلمہ ہیں اور بین الاقوامی معیاروں کے تمام عملی مقاصد پر پورا اترتے ہیں۔

توہین رسالت کا جرم تقریباً تمام الہامی مذاہب میں قابل سزا جرم ہے۔ اس کی ایک زندہ مثال ”یہودیت“ سے لی جاسکتی ہے۔ (تورات بک تین سے) (تورات: ۱۶:۲۴، Livities) میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ: ”وہ جو اہانت رسول کرتے ہیں۔ ان کو یقیناً سزائے موت دی جائے گی۔“

اس غلط پروپیگنڈے کو ختم کرنے کے لئے کہ توہین رسالت کا قانون صرف پاکستان ہی میں رائج ہے اور اس طریقے سے صرف ایک مخصوص طبقے کو ٹارگٹ کرنے کے لئے (یہ قانون) بنایا گیا ہے۔ (یہ تاثر بالکل غلط ہے) اس سلسلے میں ہم توہین رسالت کے قانون کو مختلف ممالک میں رائج قوانین کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔ (تقابلی جائزہ درج ذیل ہے)

افغانستان: افغانستان جو کہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ توہین رسالت کے قانون کو شریعت کی روشنی میں قتل یا پھانسی کی سزا دیتی ہے۔

آسٹریلیا: قانون ناموس رسالت کے معاملے میں کچھ ریاستوں اور علاقوں میں جرم ہے اور کچھ میں نہیں ہے۔ ناموس رسالت کے سلسلے میں توہین رسالت کے مجرم کو آخری دفعہ ۱۹۱۹ء میں وکٹوریہ میں پھانسی دی گئی۔

آسٹریا: آسٹریا میں توہین رسالت کے سلسلہ میں دو شقیں موجود ہیں۔ (۱) ۱۸۸/ مذہبی تعلیمات میں تبدیلی لانا۔ (۲) ۱۸۹/ مذہبی تعلیمات کو (ڈسٹرب) گڑبڑ پیدا کرنا۔

بنگلہ دیش: بنگلہ دیش قانون رسالت کی بے حرمتی کو قانوناً روکتا ہے اور مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے بھی روکتا ہے اور گفتگو کی آزادی کے سلسلے میں دیگر قوانین اور پالیسیوں کو بھی روکتا ہے۔

برازیل: آرٹیکل ۲۰۸ ر پینل کوڈ کے مطابق عوامی طور پر ایسا کوئی بھی عمل جو مذہبی تعلیمات میں تبدیلی کا باعث بنے ایک قابل سزا جرم ہے۔ جس کی سزا ایک مہینے سے ایک سال تک ہوسکتی ہے۔ یا جرمانہ بھی ہوسکتا ہے۔

کینیڈا :کینیڈا کے کریمنل کوڈ کے مطابق اہانت رسول ایک جرم ہے۔لیکن کینیڈین حکومت ان شقوں کو چارٹر آف رائٹس اینڈ فریڈم کے حوالے سے پرکھتی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں کینیڈا میں قانون رسالت کے مجرم کو پھانسی دے دی گئی۔

ڈنمارک :ڈنمارک میں پینل کوڈ نمبر۱۴۰ توہین رسالت کے متعلق ہے۔لیکن ۱۹۳۸ء کے بعد جب ایک نازی گروپ کو غیر مذہبی پروپیگنڈے کی بنا پر سزا دی گئی تھی۔اس واقعے کے بعد اس شق کا استعمال نہیں کیا گیا۔نفرت پرمبنی تقاریر کے حوالے سے ۲۶۶ بی کے قانون کا آزادانہ استعمال کیا جاتا ہے۔ توہین رسالت کے قانون کے خلاف ۲۰۰۴ء میں تجاویز دی گئیں۔لیکن اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے یہ ناکام ہوگئیں۔

مصر :مصریوں کی اکثریت سنی العقیدہ ہے۔ اکثریت قانون رسالت کو مصر کی اقلیتوں خاص طور پر شیعہ، صوفی، عیسائیوں، بہائی اور دہریوں کو تنگ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہے۔

اردن :اردن کا قانون توہین رسالت سے روکتا ہے اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے سے روکتا ہے یا نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی سے روکتا ہے۔ ان حدود کی خلاف ورزی کرنے والے کو تین سال تک کی سزا اور جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔

کویت :کویت ایک اسلامی ملک ہے۔ یہ اہانت رسول کو سنی اسلام کے مطابق قانون کے ذریعے روکتا ہے۔ تاکہ شریعت کے ذریعے۔اہانت رسول کے ملزم کویت میں عام طور پر شیعہ، تعلیمی اداروں اور صحافیوں کو ٹارگٹ کرتے ہیں۔

ملائشیا :ملائشیا مذہب کی توہین سے روکتا ہے اور مذہبی معاملات کی توہین کو تعلیم کے ذریعے سے روکتا ہے اور اس سلسلے میں الیکٹرانک میڈیا اور اخباری میڈیا پر قانونی پابندی عائد کرتا ہے۔ ملائشیا میں کچھ ریاستیں شرعی کورٹس کے ذریعے سے اسلام کی حفاظت کرتی ہیں۔لیکن جہاں شریعت لاگو نہ ہوتی ہو وہاں ملائشین پینل کوڈ مجرموں کو سزائیں دیتا ہے۔

مالٹا :توہین رسالت کے خلاف قوانین کی بجائے حکومت مالٹا نے مذہب میں تبدیلی اور غیر اخلاقی جرائم کے خلاف قوانین بنائے ہیں۔ ۱۹۳۳ء کے قانون شق نمبر۱۶۳ (کریمنل کوڈ) رومن کیتھولک مذہب کی خلاف ورزی سے روکتا ہے۔ یہ مالٹا کا مذہب ہے۔ مالٹا کے مذہب میں ردوبدل یا ترمیم کرنے والے کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے ایک سے چھ ماہ کی قید دی جاتی ہے۔ آرٹیکل نمبر۱۶۴ کی رو سے مالٹا کی تہذیب میں کسی قسم کی تحریف یا ردوبدل کرنے والے کو ایک سے تین ماہ کی قید کی سزا دی جاتی ہے۔ آرٹیکل ۳۳۸ بی پی کے مطابق اگر کوئی شخص پبلک نشہ کی حالت میں کوئی ایسے غیر موزوں یا غلط الفاظ استعمال کرتا ہے یا غیر اخلاقی حرکات کرتا ہے تو وہ آرٹیکل نمبر۳۴۲ کے مطابق بھی عوامی جذبات کو مجروح کرنے یا ناشائستگی پھیلانے پر سزا کا مستوجب ہوگا۔ ۳۳۸ بی پی میں اہانت رسالت کے مرتکب شخص کو گیارہ یورو اور ۶۵ سینٹ جرمانہ کیا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک قید کی سزا دی جائے گی۔ ۲۰۰۸ء میں ۶۲۱ افراد کے خلاف مالٹا میں توہین رسالت کے سلسلے میں کاروائی کی گئی۔

نیدر لینڈ :نیدر لینڈ کی ریاست میں توہین رسالت پر آرٹیکل نمبر۱۴۷ کی رو سے تین مہینے کی جیل ہے یا ۳۸۰۰ یورو کا جرمانہ ہے۔

نیوزی لینڈ :نیوزی لینڈ میں سیکشن ۱۲۳ کرائمز ایکٹ ۱۹۶۱ء کے مطابق اگر کوئی شخص توہین رسالت پر مبنی کوئی مواد شائع کرتا ہے تو اس کو ایک سال کی سزا ہے۔ اس سلسلے میں The maari land کے پبلشر جان گلوور کو ۱۹۲۲ء میں سزا دی گئی۔

نائجیریا :نائجیریا میں سیکشن ۲۰۴ کے مطابق توہین رسالت ایک جرم ہے اور شریعت کورٹس کو کچھ ریاستوں میں شریعت کے مطابق کام کرنے کی اجازت ہے۔ آزاد خیالی کے عنصر کے سبب نائجیریا میں کورٹس کی آئینی حیثیت کو اکثر غصب کیا گیا ہے۔

سعودی عرب :سعودی عرب کا ریاستی مذہب اسلام ہے۔ ملک میں سنی اور وہابی فرقے موجود ہیں۔ ملک کے قوانین ایک خوبصورت آمیزہ ہیں۔ شریعت کے اور اعلیٰ مذہبی سکالرز کے فتویٰ کی روشنی میں فیصلے کئے جاتے ہیں جو مختلف سزاؤں کی شکل یا موت کی شکل میں ہوسکتے ہیں۔

سوڈان :سوڈان میں ریاستی مذہب سنی اسلام ہے۔ ملک کی تقریباً ۷۰ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ باقی ایک بڑا گروپ جو تقریباً ۲۵ فیصد ہے انیمسٹ (Animist) مذہب پر مشتمل ہے۔ سیکشن ۱۲۵ سوڈانی کریمنل ایکٹ کے مطابق مذہب کی تذلیل ،نفرت یا توہین کی تخلیق سے ممانعت ہے اور اس سیکشن کے مطابق جرمانے اور مختلف سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ (جرمانہ زیادہ سے زیادہ ۴۰ بلیشز ہے) نومبر ۲۰۰۷ء میں اگر سوڈانی ٹیڈی بیئر بلیس فیمی کیس (Sudanese taddy bear balesphemy case) بہت مشہور ہوا۔ دسمبر ۲۰۰۷ء میں یہ سیکشن دو مصری بک سیلرز کے خلاف استعمال ہوا۔ کیونکہ انہوں نے کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے تھے۔ ان دو بک سیلرز کو چھ ماہ کی سزا دی گئی۔

متحدہ عرب امارات :یو اے ای توہین رسالت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ وہ شریعت کے قوانین کے عین مطابق اور غیر مسلموں کے خلاف جج حضرات کی

ساعت کے بعد مختلف سزائیں دی جاتی ہیں۔

برطانیہ: برطانیہ میں توہین رسالت کے قوانین صرف عیسائیت کے متعلق تھے۔ آخری توہین رسالت کا معاملہ ۲۰۰۷ء میں ایک گروپ کرسچین وائس کے خلاف ہوا۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک (gay) کے طور پر سٹیج پر پیش کیا گیا۔ اس گروپ پر الزامات لگائے گئے۔ لیکن ویسٹ منسٹر کے مجسٹریٹ نے پھر ہائیکورٹ نے یہ الزامات یہ کہہ کر مسترد کردیے کہ سٹیج یا تھیٹر پر یہ قوانین لاگو نہیں ہوتے۔ آخری کامیاب کیس برطانیہ میں ۱۹۷۷ء میں ڈینس لیمن کے خلاف دائر ہوا جو گے نیوز کا ایڈیٹر تھا۔ اس کی ایک لکھی گئی نظم (The love that dares to speak its name) جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلط کردار پیش کیا گیا۔ لیمن کو پانچ سو پونڈ کا جرمانہ کیا گیا اور نو ماہ کی قید ہوئی۔ اسی نظم نے ۲۰۰۲ء میں (Trafalyas squase) صرتح میں اسی طرح لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا۔ لیکن کوئی آئینی کاروائی یا سزا نہیں ہوئی۔ ۹؍دسمبر ۱۹۲۱ء آخری شخص برطانیہ میں جسے توہین رسالت پر سزا ہوئی۔ اس کا جان ولیم گوٹ تھا۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یروشلم (بیت المقدس) میں داخلے کے متعلق من گھڑت کہانی پیش کی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا موازنہ ایک سرکس کے مسخرے سے کیا تھا۔ اسے نو مہینے کی سخت قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ - کاٹ لینڈ میں توہین رسالت کا آخری کیس ۱۸۴۳ء میں ہوا۔ جبکہ ۱۶۹۷ء میں ایک سکاٹش باشندے تھامس ایکن ہڈ کو توہین رسالت پر پھانسی دے دی گئی۔ ۵؍مارچ ۲۰۰۸ء کو کریمنل جسٹس اور امیگریشن ایکٹ ۲۰۰۸ء میں توہین رسالت کی قانونی دفعات کے حوالے سے انگلینڈ اور ویلز میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور عام قانون توہین رسالت ختم کر دیا گیا۔ ۸؍جولائی ۲۰۰۸ء کو شاہی منظوری سے یہ نیا تبدیل شدہ قانون لاگو ہو گیا۔

یمن: یمن میں بھی دوسری اسلامی ریاستوں کی طرح توہین رسالت پہ قوانین اور سزائیں موجود ہیں۔ مذہبی اقلیتوں، ذہین لوگوں، فنکاروں، رپورٹرز اور ہیومن رائٹس کی تنظیموں کو نقصان پہنچانے پر سزائیں ہیں۔ اگر کوئی شخص واقعتاً توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے تو یمن کی شرعی کورٹس اسے سزائے موت دیتی ہے۔

امریکہ: امریکہ کے ابتدائی ایام میں توہین رسالت پر موت کی سزا تھی۔ لیکن اس میں لچک یا تبدیلی کے مشی گن اوکلاہوما، ساؤتھ کیرولینا، میسا چوسٹس اور پنسلوانیا ہیں۔ ریاستوں کے توہین رسالت کے متعلق قوانین موجود ہیں۔ امریکہ کی کچھ ریاستوں میں ابتدائی دنوں میں توہین رسالت سے متعلق قوانین موجود ہیں۔ مثلاً باب ۲۷۲ میسا چوسٹس میں عام قوانین میں ایک شق موجود ہے جو ۱۶۹۷ء کی ریاستی قوانین میں اسی سے متعلق ہے۔ سیکشن ۳۶؍جو کوئی بھی ارادتاً اللہ پاک کے مقدس نام کی بے حرمتی کرے گا۔ انکار کی صورت میں کوسنے کی صورت میں یا ملحدانہ انداز میں خدا کی عبادت کرے گا یا اس کی مخلوق کو برا بھلا کہے گا یا گورنمنٹ کو اور دنیا کو برا بھلا کہے گا یا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی غلط الفاظ کہے گا یا توہین آمیز یا مضحکہ خیز انداز اختیار کرے گا تو اسے ایک سال یا تین سو ڈالر سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی اور اسے آئندہ کے لئے اچھے رویے کا پابند کیا جاسکتا ہے۔ قانون کے سیکشن ۲؍۱ اے اور نمبر ۲۱۴ کے مطابق اس سلسلے میں ہائی کورٹ کے مقابلے میں کسی اور عدالت سے بریت کے بعد وہ اعلیٰ عدالتوں میں سزا کے خلاف اپیل کرسکتا ہے۔ کوئی بھی کیس جو کہ ۲۷۲؍سیکشن کے تحت اور ۲۷۶ کے تحت اور کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ء کے تحت سزا کی توثیق کی جاسکتی ہے۔ یا کوئی اور سزا قانون کے تحت یا فرد جرم عائد کرسکتی ہے اور کسی بھی دفعہ کے ملزم کو جسے سیشن کورٹ نے سزا دی ہو یا نئے ٹرائل کا حکم دیا جاسکتا ہے۔ اسی مقدمے کی دوبارہ یا ترمیم شدہ قانون کے تحت بری بھی کیا جاسکتا ہے۔

پرائم منسٹر آف پاکستان

اس موقع پر میں آپ کی توجہ اس معاملے کے ایک اور پہلو کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کچھ پروپیگنڈا سے بھرے ہوئے ذہن اور اسی طرح کے ایجنڈا سے بھرے ہوئے افراد ایک غلط تاثر دیتے ہیں کہ پاکستان میں اس سلسلے کے جو قوانین ہیں وہ حقوق انسانی کے بین الاقوامی معیاروں پر پورا نہیں اترتے یا یہ قوانین عالمی سطح پر قابل قبول نہیں ہیں۔ یہ تاثر کلی طور پر بے بنیاد اور بیمار ساختہ ہے۔ اس کی قریب ترین مثال یہ پیش کی جاسکتی ہے کہ انڈیا میں ۱۹۷۳ء کے کریمنل کوڈ (ایکٹ ۲۔۱۹۷۴ء) کے باب نمبر XXVIII میں اسی طرح کی شق کے مطابق توہین رسالت کے متعلق سیشن کورٹ کے ذریعہ اسی طرح کی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صراف بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

سزا سنائی گئی۔ ۳۶۶ رسزائے موت سیشن کی طرف سے ہائی کورٹ کی طرف بھجواتا۔ جب سیشن کورٹ سزائے موت سناتی ہے تو کیس ہائی کورٹ میں داخل کیا جائے گا اور سزا پر اس وقت تک عمل درآمد نہیں کیا جائے گا جب تک ہائی کورٹ اس کی توثیق نہ کردے۔ تقابلی مطالعہ کے فائدے کے حوالے سے ایک اسی طرح کی گنجائش جو پاکستان کے کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ء سیکشن ۳۷۴ میں موجود ہے میں اس کا ذکر کروں گا۔

شق ۳۷۴ رسزائے موت کا سیشن کورٹ کی طرف سے ہائی کورٹ میں داخل کیا جانا۔ جب سیشن کورٹ سزائے موت سناتی ہے تو کیس ہائی کورٹ میں داخل کیا جائے گا اور سزا پر اس وقت تک عمل درآمد نہیں کیا جائے گا جب تک ہائی کورٹ اس سزا کی توثیق نہ کردے۔ اس تقابلی مطالعے سے بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان کریمنل کوڈ ۱۸۹۳ء اور انڈین کریمنل کوڈ ۱۹۷۳ء میں توہین رسالت کے سلسلے میں موجود قانون کے الفاظ تک یکساں ہیں۔ اس ثابت شدہ تجزیئے کے تناظر میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس سلسلے میں پاکستان میں حالیہ قوانین اس طرح کے مقدمات کے ٹرائل اور قانونی اطلاق کے سلسلے میں بین الاقوامی معیار اور ضرورتوں کے عین مطابق ہیں۔ مجھے یہاں افسوس سے کہنا پڑے گا کہ پاکستان میں اس سلسلے میں موجودہ کریمنل کوڈ ۱۹۴۷ء کی آزادی کے بعد نہیں بنایا گیا۔ بلکہ اس سلسلے میں برطانوی عہد کا قانون ہی رائج رہا ہے۔ پاکستانی عوام دیگر اقوام کے اندر باوقار مقام بناسکتے ہیں اور بین الاقوامی خوشی اور انسانیت میں اپنا پورا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ اس حکم کا سوسائٹی میں ادراک اس وقت تک نہیں حاصل ہوسکتا ہے جب تک اس کی باقاعدہ قانون سازی نہ ہو اور اداروں میں رائج نہ ہو۔ اس ریاست کا مذہب اسلام ہے۔ جہاں پر قرآن وسنت قانون کے بڑے ماخذ مانے جاتے ہیں۔ اب سیکشن ۲۹۵سی کا ٹھوس حیثیت کی بات ہوگی جو کہ پاکستان پینل کوڈ ۱۸۶۰ء ایکٹ نمبر۳۔ ۱۹۸۶ء پر لایا گیا (اسی قانون میں یہ شامل ہے) اس موقع پر پہلے سے وضاحت شدہ اور مکمل شکل میں قانون موجود ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے:

۲۹۵سی نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ تبصرے یا آراء۔ جو کوئی بھی اپنی الفاظ کے ذریعے چاہے وہ بولے گئے ہوں یا لکھے گئے ہوں یا مرئی نقوش کے ذریعے یا بہتان کے ذریعے یا طعن آمیز کنایہ کے ذریعے یا غلط دکشی کے ذریعے (غلط طریقے سے گھیرا) بالواسطہ یا بلاواسطہ نبی کریم ﷺ کے پاک نام کی بے حرمتی کرتا ہے۔ اسے سزائے موت دی جائے گی یا عمر بھر کی قید اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ قانون کے اس ٹکڑے پر پارلیمنٹ، پارلیمانی فورم، فورسز کے اندر اور باہر بہت زیادہ بحث ہوئی اور ایک آئینی عدالت کے سامنے بھی بحث ہو چکی ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے اس قانون کا قرآن وسنت کی روشنی میں بہت گہرا جائزہ لیا۔ بعنوان مقدمہ محمد اسماعیل قریشی پاکستان بذریعہ سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور (PLD 1991 FSC P.10) اس نتیجہ پر پہنچے کہ توہین رسالت کے معاملے میں سزائے موت کے علاوہ کوئی بھی اور سزا اسلامی احکامات کے خلاف ہے۔ کچھ پیرے فیصلے میں سے نیچے پیش کئے جارہے ہیں۔

کافرہ آسیہ کے خلاف درج ذیل۔ پیرا نمبر۳۳۔ الفاظ (شتم، سب اور ایذاء) نبی کریم ﷺ کی توہین کے لئے (معاذاللہ) قرآن وسنت میں استعمال ہوتے ہیں۔ جن کا مطلب، ابتلا میں ہونا، نقصان پہنچانا، گرانا، اہانت کرنا، توہین کرنا، دشمنی کرنا، اشتعال دلانا، مجروح کرنا، مشکل یا مصیبت میں ڈالنا، بہتان طرازی کرنا، منصب سے گرانا، حقارت کرنا وغیرہ۔ (Arabic English Lexicon Book-1 Part-1 P.44)

لفظ شتم کا مطلب تذلیل کرنا، گالی دینا، انتقام لینا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا، ملامت کرنا، شہرت کو گرانا۔ (PLD 1991 FSC 10 P.26)

پیرا نمبر۶۶۔ عملاً تمام ماہرین قانون اور اسکالرز اس بات پر متفق ہیں کہ تمام انبیاء کا ناموس ایک مقدس ترین امر ہے اور کسی بھی نبی یا رسول کی شان میں گستاخانہ الفاظ کی سزا صرف موت ہے۔

پیرا نمبر۶۷۔ اوپر کی گئی بحث کے تناظر میں یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ پاکستان پینل کوڈ سیکشن ۲۹۵سی میں جو عمر قید کی سزا ہے وہ اسلامی احکامات قرآن پاک اور سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ الفاظ (عمر قید) اس میں سے حذف کئے جاتے ہیں۔ (p.35 pld 1991 fsc page-10) (اس عظیم ترین فتح پر پوری امت مسلمہ کو مبارک باد)

پاکستان میں عدلیہ کے مروجہ روایات کے مطابق مضبوط آئینی قانون عدالتوں میں موجود ہے۔ اس واضح نظام کے تحت ہر وہ جرم جس پہ موت کی سزا ہے سیشن کورٹ کی طرف سے ٹرائل کیا جاتا ہے۔ پاکستان پینل کوڈ ۱۸۹۸ء اور قانون شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کی شقیں ایک شفاف ٹرائل کی ضمانت مہیا کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء اٹھارویں ترمیم ایکٹ ۲۰۱۰ء کے مطابق قانونی طور پہ ہر ملزم کے شفاف ٹرائل کو یقینی بناتی ہے اور اس کو پورے آئینی وعدالتی پراسس میں سے گزارا جائے گا۔ پاکستان میں اس قانون کے تحت ہر ملزم کو ایک قانونی ماہر کی خدمات مہیا کی جاتی ہیں اور اسے اپنے دفاع کا مکمل حق دیا جاتا ہے اور کسی بھی ملزم کو اپنے پسندیدہ وکیل کی خدمات لینے سے نہیں روکا جاتا اور یہ آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر۱۰ شق نمبرا بنیادی انسانی حقوق کے عین مطابق ہے۔ ایک مرتبہ ہائی

کورٹ کی جانب سے سزائے موت سنائے جانے کے بعد پاکستان کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ء سیکشن ۳۷۴ کے تحت پھر یہ سزا منسوخ نہیں کی جاسکتی۔ ۳۷۴ شق۔ جب سیشن کورٹ سزائے موت سناتی ہے تو کیس ہائی کورٹ میں بھیج دیا جاتا ہے اور سزا پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ جب تک ہائی کورٹ اس کی توثیق نہ کردے۔

۱۸۔ ایک ملزم جو کہ سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج کی طرف سے سزا یافتہ ہو وہ ہائی کورٹ میں کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ء سیکشن ۴۱۰ کے تحت اپیل کرسکتا ہے۔ بریت کی صورت میں صوبائی حکومت پبلک پراسیکیوٹر کو ہدایت کرسکتی ہے کہ وہ کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ء سیکشن ۴۱۷ کے تحت ہائی کورٹ میں اپیل کرے۔

۲۰۔ پھر ایک اور حل ملزم یا سزا یافتہ کے لئے مہیا کیا گیا ہے کہ وہ سیکشن ۱ اے کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ء کے تحت اپیل کرے۔ مزید یہ کہ ایک اور حل بھی مہیا کیا گیا ہے کہ ملزم اور سزا یافتہ شخص اور دکھی شخص کو پاکستان کی ایک اور اعلیٰ عدالت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء آرٹیکل ۱۹۸۵ء شق نمبر ۲ کے تحت سپریم کورٹ میں سابقہ (سزائے موت) سزا کے متعلق سماعت کرانے کا حق ہوگا۔

۲۔۱۸۵ ہائی کورٹ کی طرف سے سزائے موت کے آخری فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کا حق ہوگا۔

اے.....اگر ہائی کورٹ کسی ملزم کے رہائی کی اپیل واپس کرتی ہے اور اسے سزائے موت دیتی ہے یا زندگی بھر کے لئے ملک بدری یا عمر قید کی سزا دیتی ہے یا نظر ثانی پر سزا پر بڑھا دیتی ہے

بی.....اگر ہائی کورٹ نے خود ہی اپنی مرضی سے ماتحت عدالت سے کوئی مقدمہ لے لیا ہے اور اس طرح کے ٹرائل میں ملزم کو سزا (یعنی سزائے موت) سناتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

سی.....اگر ہائی کورٹ نے ہائی کورٹ کی توہین پر کسی پر سزا اسقاط کی ہے۔

۲۱۔ سپریم کورٹ کی فائنل ججمنٹ کے بعد بھی یا کسی اور کورٹ اور ٹریبونل کی ججمنٹ کے بعد بھی اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے صدر کو آئین کے آرٹیکل نمبر ۴۵ کے تحت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے معافی دے دے۔ سزائے موت کو سزائے قید میں بدل دے یا سزا معاف کردے۔ معطل کردے یا تبدیل کردے۔ کوئی بھی سزا جو کسی بھی عدالت۔ ٹریبونل یا کسی دوسری مجاز عدالت نے دی ہو صدر پاکستان کے ان اختیارات کی عدالتی جانچ پڑتال، عبدالمالک دی سٹیٹ کے کیس میں pld 2006 sc 365 کی گئی۔ اس کیس مجھے معزز سپریم کورٹ آف پاکستان کو بطور ایڈووکیٹ مدد دینے کا شرف حاصل ہوا۔ (بسلسلہ پٹیشن اور اپیلوں کے) اس بنچ کی سربراہی چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری نے کی اور یہ بنچ جسٹس رانا بھگوان داس، مسٹر جسٹس فقیر محمد کھوکھر، مسٹر جسٹس محمد جاوید بٹر، مسٹر جسٹس تصدق حسین جیلانی پر مشتمل تھا۔ فوری حوالہ کے لئے متعلقہ پیرا نیچے دیا گیا ہے۔

آرٹیکل نمبر ۴۵۔ ۴۸ (۲) اور اے۔ ۲ کریمنل پروسیجر کوڈ ۱۸۹۸ء آف دی۔ ۴۰۲ ایس...... صدر پاکستان کے اختیارات آئین کے آرٹیکل نمبر ۴۵ کے تحت رعایت دیئے جانے کے متعلق۔ اس آرٹیکل کی ساخت اور گنجائش۔

صدر پاکستان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بلا مداخلت کسی بھی جرم میں کسی کو بھی رعایت دے سکتے ہیں اور کوئی بھی ماتحت عدالت صدر کے اختیارات کو مسترد نہیں کرسکتی۔ صدر کے ایسے اختیارات آئین کے آرٹیکل اے ۲ کی رو سے متجاوز نہیں ہیں اور یہ صدر کے اختیارات سزا کو معاف کرنے۔ سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے۔ سزا کو ملتوی کرنے۔ گھٹانے یا معطل کرنے یا کسی بھی سزا کو تبدیل کرنے کے حوالے سے ہیں اور یہ اختیارات ۴۰۲ سیکشن کے خلاف نہیں ہیں جو کہ پاکستان کے کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ء کا حصہ ہیں۔ اوپر کی گئی طویل بحث جو کہ توہین رسالت کے سلسلہ میں سزائے موت کے متعلق ہے اور جس کا ذکر پینل کوڈ ۱۸۶۰ء سیکشن ۲۹۵ سی میں ہے۔ یہ اسلامی احکامات جو کہ قرآن پاک اور نبی کریم ﷺ کی سنت میں بیان کئے گئے ہیں کے عین مطابق ہے اور ان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی یا ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس لئے وہ تمام حوالہ جات جن کا ذکر پیراگراف نمبر ۱ میں کیا گیا ہے۔ ان کا بے

یَا حَیُّ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحی عارفی ؒ کی تالیف "اسوۂ رسول اکرم ﷺ" کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام پیش کرنے کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / دعا کا طالب: ایک اللہ کا بندہ Email:Muhammadatif78692@ovi.com

بنیاد ہونے اور غلط لئے جانے کی بنا پر قانون کے تحت منفی جواب دیا گیا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء، آرٹیکل ۱۰۹ کے تحت کوئی بھی شخص قانون کے دائروں کے اندر رہتے ہوئے زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا اور تمام شہری قانون کی نگاہ میں برابر ہیں اور تمام کو آئین کے آرٹیکل نمبر ۲۵ شق نمبر ۱ کے تحت مساوی تحفظ حاصل ہے۔ یہ واضح وجہ تھی کہ پاکستان پینل کوڈ ۱۸۶۰ سیکشن ۲۹۵۔سی سیشن کورٹس میں ٹرائل کئے جاسکتے ہیں اور عام وجوہات کی بناء پر اس کو کسی سپیشل کورٹ میں ٹرائل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سب کچھ ٹرائل کے عمل کو شفاف، کھلا، صاف اور معتبر بناتا ہے۔

۲۳..... ایک اور پہلو جو اس معاملے میں مختصر طور پر بتایا جارہا ہے کہ پاکستان میں مذہبی آزادی ہے۔ ہمارے آئینی دائرہ کار میں مذہب اور مذہبی اداروں کی آزادی کی بنیادی حقوق کی بنیاد پر یہ وضاحت کردی ہے جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین آرٹیکل نمبر ۲۰ پیراگراف A کے تحت کورٹس کے سامنے انصاف کا حق رکھتے ہیں۔ یہ ضمانت دی جاتی ہے کہ ہر شہری کو اس کے مذہب کی پریکٹس، اس کی اشاعت اور اس کی وضاحت کی آزادی ہے اور پیراگراف B کے تحت ہر مذہبی گروہ ہر مذہبی لیبل اور ہر فرقے کو اپنے آپ کو قائم کرنے، برقرار رکھنے اور اپنے مذہبی اداروں کو چلانے کا حق ہوگا۔ اس آرٹیکل میں یہ بھی واضح ہے جو کہ انصاف قانون اور آئین کے بین الاقوامی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہے۔ جس میں ہر فرقے کو اپنے مذہب کی پریکٹس، اشاعت اور اس کی وضاحت اور اسے آگے بڑھانے کی مکمل آزادی ہے اور ان کو اپنے مذہبی اداروں کو چلانے کی مکمل آزادی ہے۔ مگر بیشک یہ سب کچھ قانون پبلک آرڈر اور اخلاقیات کے دائروں میں رہ کر کرنا ہے۔

۲۴..... پاکستان ایک ذمہ دار ریاست کے محور پر (مقدمات کے سلسلے میں) اپیلوں، آئینی اور دیگر عملی حل کے متعلق ایک بھرپور آئینی ڈھانچہ مہیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۸۶ء سے لے کر آج تک اس قانون کے تحت کوئی سزا نہیں کی گئی۔ یہ حقیقت ایک واضح ثبوت ہے کہ ہمارے ملک میں عدالتی کارروائیاں انتہائی مضبوطی کے ساتھ قانون پر عمل پیرا ہیں۔

۲۵..... وزارت داخلہ کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اس معاملے میں ملزمان کو پوری آئینی جدوجہد میں سے گذرنے دیں۔ کسی قسم کا عمل آسیہ نورین سے متعلق انتظامیہ سے مطلوب نہیں ہے۔ جیسا کہ آسیہ نورین پہلے ہی تمام قانونی امداد سیکشن ۴۱۰ کریمنل کوڈ ۱۸۹۸ کے تحت ہائی کورٹ کے سزائے موت کے فیصلے کے خلاف لے چکی ہے۔

۲۶..... اس لئے اقلیتوں کی وزارت کی طرف سے وزیراعظم پاکستان کو کی گئی درخواست جو کہ وزارت قانون، انصاف اور پارلیمانی امور نے توہین رسالت کے آئین کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت غور سے دیکھی ہے۔ اقلیتوں کی طرف سے دی گئی درخواست میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا جاسکتا۔

۲۷..... جب سے وزارت خارجہ نے وزارت داخلہ کی طرف سے بھیجے گئے مواد کو دیکھنا شروع کیا ہے تو یہ مناسب لگتا ہے کہ حالیہ نظرثانی شدہ فیصلے کی ایک نقل وزارت خارجہ کو بھیجی جائے۔ اس چیز کی بھی سفارش کی گئی ہے کہ وزیراعظم تمام ڈویژن اور دیگر متعلقہ اداروں کو وزارت قانون انصاف و پارلیمانی امور کی رائے کے بغیر کسی قسم کے عوامی تبصروں سے آئین اور آئینی نتائج کے حوالے سے احتراز کریں۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ آف پاکستان کے بزنس رولز ۱۹۷۳ء کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان

وفاقی وزیر قانون انصاف اور پارلیمانی امور

ڈائری نمبر Dy No: 611/M/PSP/201

مورخہ ۸ فروری ۲۰۱۱ء

برائے پرائم منسٹر آف اسلامی جمہوریہ پاکستان کی طرف سے نقل ارسال کی گئی۔

۱..... اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان اسلام آباد

۲..... وزیر امور خارجہ، اسلام آباد

۳..... وزیر داخلہ، اسلام آباد۔ ☆☆☆

خادم علماء حق: حاجی الیاس عثمانی
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
یادرکھئے اولڈ
ستارا جیولرز
صرافہ بازار کھارادر کراچی نمبر 2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

رپورٹ: حافظ محمد حسین ناصر

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، پنوعاقل

سکھر.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس پنوعاقل میں شرکت کی غرض سے کراچی سے صبح سات بجے سکھر ایئرپورٹ پر تشریف لائے تو علماء کرام اور تاجر حضرات نے بھرپور استقبال کیا۔ ایئرپورٹ سے سیدھے نواں گوٹھ ہری مسجد میں قاری محمد حنیف کے ہاں تشریف آوری ہوئی جہاں تمام علماء کرام حضرت امیر مرکزیہ اور تاجروں کو پُرتکلف ناشتہ پیش کیا گیا، کچھ دیر امیر مرکزیہ نے آرام فرمایا، دس بجے مدرسۃ البنات ہری مسجد میں مولانا قاضی احسان احمد نے مختصر بیان کیا۔ حضرت دامت برکاتہم نے دعا فرمائی۔ یاد رہے کہ امیر مرکزیہ منتخب ہونے کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سکھر کے دورہ پر پہلی مرتبہ تشریف لائے تھے، اس لئے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر میں صبح 11 بجے ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں سکھر کے جید علماء کرام اور جماعتی احباب نے شرکت کی۔ دفتر کا مرکزی ہال علماء کرام و مقتدر شخصیات سے بھرچکا تھا۔

تلاوت کلام پاک سے اس خصوصی اور بابرکت تقریب کا آغاز ہوا، قاری محمد عاصم نے تلاوت کی اس کے بعد حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی رکن مرکزی مجلس شوریٰ ختم نبوت نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کو خوش آمدید کہا۔

اس موقع پر مولانا قاضی احسان احمد مبلغ مجلس کراچی (جو اس پروگرام میں خصوصی طور حضرت امیر مرکزیہ کے حکم پر تشریف لائے تھے) نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ الحمدللہ! مجلس اپنے قیام سے لے کر اب تک اپنے اکابر کے طرز اور طریقہ نیز امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نقوش پر کاربند ہے، جس کی تازہ مثال تحریک ناموس رسالت کی کامیابی و کامرانی ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو اسلام آباد اے پی سی، کراچی اور لاہور میں احتجاجی جلسہ وریلی میں بلکہ پورے ملک میں ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ مشترکہ جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ ہم علماء کرام کی موجودگی میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کو یقین دلاتے ہیں کہ انشاءاللہ! عالمی مجلس کے یہ خدام و کارکنان آپ کی دعاؤں علماء کرام کی شفقت و سرپرستی اور مسلمانوں کے تعاون سے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

بزرگ شخصیت، ولی کامل حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ تحفظ ناموس رسالت کا کام بہت بڑا کام ہے، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، ہر مسلمان کا یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ اپنی جان آپ کی عزت و ناموس پر قربان کرنے سے گریز نہ کرے۔

آخر میں حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کا وجد آفریں بیان ہوا، انہوں نے فرمایا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی، فتنہ قادیانیت کا تعاقب ہماری اولین ترجیحات ہیں۔ حضرت مدظلہ نے علماء کرام اور عوام الناس پر زور دیا کہ وہ ختم نبوت کے پاسبان بن کر زندگی گزاریں، آپؐ کے ساتھ عشق و وفا کا کامل ثبوت پیش کریں۔

شہر کے ممتاز علماء کرام مولانا نذیر احمد مہر، مولانا اسداللہ میمن، مولانا ابومحمد، مفتی محمد شفیع، مولانا حق نواز اعوان، مولانا عبداللطیف اشرفی، قاری محمد اسماعیل، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد رمضان نعمانی، حافظ محمد زمان، مولانا عبداللہ مہاجر و دیگر مہمانان گرامی کثیر تعداد میں موجود تھے۔

ساڑھے چار بجے حضرت مولانا قاری خلیل احمد کی قیادت میں قافلہ پنوعاقل ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں علی واہن مولانا امیر خان کے مدرسہ مدینۃ العلوم میں عصر کی نماز ادا کی اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مولانا امیر خان نے پُرتکلف عصرانہ دیا، پھر قافلہ بالیجی شریف کے لئے روانہ ہوا، مغرب کی نماز درگاہ بالیجی شریف کی مسجد میں ادا کی، مزارات پُرانور پر حاضری دی۔ حضرت مولانا عبدالقیوم بالیجوی، مولانا عبیداللہ بالیجوی سے ملاقات کی۔

مدینۃ العلوم حمادیہ میں مولانا غلام اللہ بالیجوی، مفتی محمد طاہر سے ملاقات کی۔ مولانا غلام

اللہ نے حضرت امیر مرکزیہ کو سندھی اجرک پیش کی۔ اس کے بعد یہ قافلہ حافظ محمد ایاز ؒ کی گھر پہنچا، جہاں پرتکلف عشایہ دیا گیا۔

بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا، تلاوت کلام پاک اور مقامی علماء کرام کے بیانات کے بعد مولانا فیصل ندیم سرگودھا، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا قاری خلیل احمد بندہانی، حضرت مفتی محمد حسن مدظلہ لاہور، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مفتی محمد طاہر بانچوی کے بیانات ہوئے۔ علماء کرام نے اپنے بیانات میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے، اگر بنیاد کمزور ہو تو عمارت کمزور ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کرکے دین اسلام کی بنیاد پر کاری ضرب لگانے کی کوشش کی، لیکن علماء کرام اور امت مسلمہ انشاء اللہ تعالیٰ قادیانیت کا اس وقت تک تعاقب جاری رکھیں گے جب ایک بھی قادیانی موجود ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب یا گروہ یا فرقہ کا نام نہیں، بلکہ قادیانیت نام ہے حضور علیہ السلام کے گستاخوں، اسلام اور ملک کے غداروں، یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں کا۔ علماء کرام نے کہا کہ امریکا اور اس کے ملعون پادری نے توہین قرآن کرکے ثابت کردیا کہ وہ قرآن، صاحب قرآن اور امت مسلمہ کے ازلی دشمن ہیں۔ جبکہ مسلمان تمام آسمانی کتب اور تمام انبیاء علیہم السلام کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے دل و دماغ میں بغض و عناد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، جس کی تازہ مثال امریکی پادری ٹیری جونز کی طرف سے توہین قرآن ہے۔

کانفرنس میں آخری بیان مولانا عبدالجبار حیدری کا ہوا۔ یہ کانفرنس الحمدللہ! بہت کامیاب رہی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حافظ عبدالغفار ؒ نے انجام دیئے، کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے جماعتی احباب و کارکنان مولانا خلیل الرحمن اندھڑ، غلام شبیر ؒ، محمد ایاز ؒ، حافظ حماد اللہ عبیدی، مولانا محمد جاوید ڈھبو، مولانا اظہر حسین، مولانا محمد حسن جتوئی، پیر عبدالمنان، حاجی عبدالوہاب چنہ، میاں مسـ والحسن اندھڑ و دیگر رفقاء کرام نے بھرپور محنت کی اللہ تبارک و تعالیٰ تمام ساتھیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ قیامت کے دن آپؐ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے ناسازی طبع کی وجہ سے خطاب نہیں فرمایا اور آپ کی دعاء مناجات کے بعد کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆......☆☆

REGD. SS.160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد ومدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقات جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ